اسلام و مسلمان
اور
رشدی سلمان

سلمان رشدی کی انسانیت سوز گالیوں پر ایک نظر ،
ایسے گستاخ شخص کی سزا سے متعلق

با مشاورت:

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی،

(ر) جسٹس شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اپنے موضوع پر اہم فقہی دستاویز ہے جس میں قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کے مستند حوالوں سے توہین رسالت کی سزا اور اس سے متعلق شرعی احکام تفصیل سے واضح کئے گئے ہیں۔

یہ تحریر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر نگرانی محمود اشرف عثمانی استاذ و رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور نے مرتب کی تھی جو ماہنامہ "الحسن" کی ایک خصوصی اشاعت میں بطور فتویٰ شائع ہوئی۔ یہ تحریر "اسلام اور مسلمان اور رشدی سلمان" کے نام سے رشدی سلمان گستاخ کی شرعی سزا کی وضاحت کرنے کے لئے شائع ہوئی تھی، مگر اس میں گستاخِ رسول اور اس کی سزا سے متعلق اصولی احکام مفصل ذکر کر دیئے گئے تھے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ عام استفادہ کے پیشِ نظر اسے عام فہم نام ہی سے شائع کیا جائے۔ چنانچہ اب یہ کتاب "توہینِ رسالت اور اس کی سزا" کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

امید ہے کہ اس موضوع پر یہ تحریر علمی خلا کو پُر کرے گی۔

والسلام

اشرف ـــــــ برادران

لاہور

عرضِ مرتّب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد! زیرِ نظر رسالہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے درحقیقت ایک استفتاء کا مفصل جواب ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ آج سے چھ سال قبل سلمان رشدی نامی ایک شخص نے اپنی کچھ مغلظات انگریزی ناول کی شکل میں شائع کیں تو پوری دنیا کے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ عالم اسلام کے سرکردہ افراد مختلف اسلامی تنظیموں اور مسلمانانِ عالم اسلام نے اس گستاخ دریدہ دہن شخص کو سزا دینے کا مطالبہ کیا اور اس کے لئے پوری دنیا میں احتجاج کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عالم اسلام کے اس احتجاج پر انگلینڈ نے مجرم کو پناہ دینے کا اعلان کیا تو ایران نے اس دریدہ دہن شخص کو موت کے گھاٹ اتارنے والے فرد کے لئے خصوصی انعام مقرر کیا۔ اس موقع پر یہ سوال بھی اٹھا کہ اسلامی شریعت میں ایسے گستاخ شخص کی سزا کیا ہے؟ برطانیہ کے کچھ معزز مسلمانوں نے اسی سوال پر مبنی ایک استفتاء جامعہ اشرفیہ لاہور کے دارالافتاء میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہٗ کی خدمت میں ارسال کیا اور تفصیلی جواب کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت والا مدظلہم نے اس ناچیز کو تفصیلی جواب مرتب کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حسب الحکم احقر روزانہ آیاتِ قرآنیہ، احادیث طیبہ اور علماء، فقہاء اور محدثین کی عبارات اردو ترجمہ کے ہمراہ مرتب کر کے حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش کرتا اور آیات وعبارات کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دیتا جسے حضرت اپنے قلم سے پُر فرماتے اور اس میں بیش بہا نکات درج فرماتے۔

اس طرح یہ پورا فتویٰ احقر کے استاذ و مربی، فقیہ محقق، بقیۃ السلف حضرت اقدس مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی (مدّ اللہ ظلہم العالی بالصحۃ والعافیۃ) کے قلم یا ان کے املاء کا فیض ہے۔ صرف عربی عبارات اور ان کے اردو ترجمہ کا حصہ احقر نے جمع کر کے مرتب کیا (اور غالباً خلاصہ اور استفتاء کے نمبر وار جواب بھی احقر کے قلم سے ہوتے تھے) بہرحال یہ فتویٰ حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا اہم مجموعہ بھی ہے اور غالباً اس موضوع پر اردو زبان میں سب سے تفصیلی فتویٰ ہے جس میں توہینِ رسالت کی سزا کے فقہی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے اور مستند دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ یہ تفصیلی فتویٰ ذوالحجہ سنہ ۱۴۰۹ھ میں مرتب ہوا اور کچھ ہی عرصہ بعد ماہنامہ "الحسن" کی خصوصی اشاعت میں شائع کیا گیا۔

ابھی حال ہی میں (یعنی سنہ ۱۴۱۵ھ میں) پاکستان میں توہینِ رسالت کے قانون سے متعلق عوامی حلقوں میں ایک بحث چھڑی تو بعض رسائل میں اس فتویٰ کی بعض عبارات شائع ہوئیں مگر وہ نامکمل عبارات تھیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا بھی امکان تھا اس لئے خیال ہوا کہ یہ مکمل فتویٰ نئے عنوان کے ساتھ باقاعدہ کتاب کی شکل میں طبع ہو کر محفوظ ہو جائے تاکہ حضرت ممدوح دام ظلہم اور اس ناچیز کے لئے باعثِ اجر و ثواب ہو اور اس موضوع کے متلاشی حضرات کے لئے استفادہ کرنا ممکن ہو۔ چنانچہ اب یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالےٰ اسے نافع بنائیں، اللہ تعالےٰ ہم سب کے دلوں میں ایمان کی قوت و حلاوت پیدا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہماری رگ رگ میں پیوست فرما دیں۔ آمین

فقط

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ

۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام و مسلمان

اور

رشدی سلمان

سلمان رشدی کی انسانیت سوز گالیوں پر ایک نظر

ایسے گستاخ شخص کی سزا سے متعلق

- قرآن شریف کی آیات
- چالیس احادیث مبارکہ
- اجماع امت کے دس حوالہ جات
- قیاس عقل کی سات وجوہات
- مذاہب اربعہ کے دس جلیل القدر فقہاء کے اقوال
- ابتداء سے مرتب فقہی عبارات
- رشدی کی جھوٹی معافی کے دھوکہ ہونے پر چند قوی شواہد کا بیان

نیز بطور ضمیمہ جات

- آقائے ایران کے اقدامات پر سات نکات
- امرائے ملک کے کردار سے متعلق سات نقاط

از

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم العالی۔ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

جمع وترتیب

محمود اشرف عثمانی رفیق دارالافتاء و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

استفتاء

محترم و مکرم حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

شاتمِ رسول سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" (SATANIC VERSES) پینگوئن نے ستمبر ۱۹۸۸ء میں برطانیہ میں ایک نہایت سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بڑے اہتمام اور شیطانی پروپیگنڈے کے ساتھ شائع کی ہے۔ یہ کتاب صرف نام ہی کی نہیں، بلکہ سچ مچ ایک شیطانی کتاب ہے۔ اللہ تعالے کے پیغمبروں کا دشمن شیطان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہُوا۔ لیکن اس کتاب میں شیطان نے اپنی شیطنت کو جس طرح ننگا کرکے پیش کیا ہے اور پھر جس طرح ایک مسلمان کے نام سے کیا ہے اس کی کوئی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ رشدی اپنی کتاب کو یورپ کی سات زبانوں میں شائع کرانے کا انتظام کر رہا ہے۔

رشدی برطانیہ کا شہری ہے۔ وہ بمبئی (انڈیا) کے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہُوا۔ کیمبرج یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور مستشرقین کی تصانیف سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے رشدی کو ایک روشن خیال مسلم مصنف کے طور پر دُنیا میں مشہور کیا۔ رشدی نے ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بیان دیا :-

"میرا ایک مسلم گھرانے سے تعلق ہے اسی میں پروان چڑھا ہوں اور اسلام ہی میری دلچسپیوں کا محور ہے۔ میں بھلا اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف کیسے لکھ سکتا ہوں۔ لوگوں نے میرا ناول سمجھنے میں کوتاہی کی ہے"

۵۴۷ صفحات اور ۹ ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہادیٔ انسانیت سرورِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر ایک منظم حملہ ہے۔ خصوصاً اس کے دو باب ۲ اور ۶ جو ستر صفحات پر مشتمل ہیں ان میں پیغمبرِ خدا، امہات المؤمنینؓ، قرآن مجید، اسلامی عقائد اور صحابہ کرامؓ کی ذاتِ گرامی پر ازراہِ خباثت نہایت گستاخانہ اور شرمناک حملے

کئے گئے ہیں جن کے تصور سے بھی انسانی روح کانپ اٹھتی ہے ۔

مسلمان دنیا بھر میں توہینِ رسالت کے مجرموں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ حُرمتِ تاجدارِ مدینہ پر مر مٹنا مسلمان کی پہچان ہے ۔ تقریباً تیس مسلمان ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں ۔ الریاض (سعودی عربیہ) میں ۱۳ تا ۱۶ مارچ ۱۹۸۹ء کو منعقد ہونے والی وزرائے خارجہ کی اٹھارہویں کانفرنس نے متفقہ طور پر" شیطانی آیات " کی شدید مذمت کرتے ہوئے رشدی کو مرتد قرار دیا ہے ۔ برطانیہ کے ۲۰ لاکھ مسلمان گذشتہ ۲ ماہ سے مسلسل اس کتاب ، اس کے مصنف اور پبلشرز کے خلاف بڑے زور شور سے اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں ۔ مسلمان اس بات کا پختہ عزم کر چکے ہیں کہ انشاءاللہ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک حکومت برطانیہ ان کے کم از کم یہ مطالبات منظور نہ کر لے یعنی :-

- کتاب کو فوری طور پر ضبط کیا جائے ۔
- مصنف اور پبلشرز کو قرار واقعی سزا دی جائے ۔
- بلا تفریق مذہبی تحفظات کا قانون نافذ کیا جائے ۔

وزیر اعظم مسز تھیچر اور وزیر خارجہ سر جیفری ہاؤ نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس شیطانی کتاب نے اسلام جیسے عظیم مذہب کے تقدس پر ایسے افسوسناک حملے کئے ہیں جس سے مسلمانوں کے ایمانی جذبات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں ۔ یہودی اور عیسائی مذہبی لیڈروں نے بھی مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب کی مذمت کی ہے ۔

رشدی اور پینگوئن کی ناپاک حرکت کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنا ہمارا ایمانی اور انسانی فرض ہے ۔ اگر اسے خاموشی سے برداشت کر لیا گیا تو دوسرے تو دوسرے ہم خود اپنی نئی نسل کے بارے میں اطمینان نہیں کر سکتے کہ اس کے دلوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ ان پر قربان) کا وہی احترام قائم رہ سکے گا جو مسلمانوں کا شعار ہے ۔ وہ ہستی جسے ہم انسانیت کا رہبر سمجھتے ہیں اور جس کی پیروی

پر انسانیت کی نجات اور فلاح موقوف ہے، اس کے حق میں تقدس اور احترام کی فضا کا قائم ہونا اور اُسے برقرار رکھا جانا ضروری ہے۔ اگر یہ فضا قائم نہ رہے تو اس کی رہبری کا مقام محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور عالم انسانی کو اس سے استفادہ کرنا آسان نہیں ہو سکتا۔

اس پس منظر کے بعد اب نہایت دُکھ کے ساتھ محض ضرورت کے تحت شیطانی کتاب سے یہ چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں (نقل کفر کفر نہ باشد) تاکہ فتوے دینے میں آسانی ہو۔

- اس کتاب میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے متفقہ برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "حرامی" کہا گیا۔ صفحہ ۹۵
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرون وسطیٰ کے اس ہتک آمیز نام "مہوند" سے پکارا گیا ہے جس کا مطلب (نعوذ باللہ) شیطان یا کٹھ پتلی ہوتا ہے۔ صفحہ ۹۵۔
- نیز آپؐ کے متعلق یہ فقرے استعمال کئے گئے ہیں:-

"وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے پاس نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے وقت نہیں۔" صفحہ ۳۶۳

"اپنی بیوی کی وفات کے بعد مہوند کوئی فرشتہ نہیں رہا، آپ میرا مطلب خود بخود ہی سمجھ لیجئے۔" صفحہ ۳۶۶

"اسے جو وحی آتی وہ اس کی اپنی غرض کے لحاظ سے "بروقت" ہوتی تھی یعنی ایسے وقت جبکہ "مومنین" آپس میں جھگڑ رہے ہوتے تھے۔" صفحہ ۳۶۴

"صحابہ کرامؓ کو نام لے کر "احمق" اور "ناکارہ" کہا گیا ہے۔" صفحہ ۱۰۱

"طوائفوں اور فاحشاؤں کو پیغمبر خدا کی ازواج مطہراتؓ کے نام دے کر ایک قحبہ خانے میں پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں حسب ضرورت دل کھول کر ادبی مغلظات بکی گئی ہیں۔ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۳

"اسلام کے متبرک شہر مکّہ کو "جاہلیہ" کے نام سے پکارا گیا ہے یعنی جہالت

اور زنا بھی کافر ہے" صفحہ ۹۵

"مسلمانوں کا خدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کاروباری تاجر ہے اور اسلامی شریعت تو ہر ذلیل سے ذلیل چیز میں بھی گھسی ہوئی ہے۔ صفحہ ۳۶۴

"اغلام بازی اور مجامعت کے خصوصی آسن کی خود جبریل امین نے توثیق کر رکھی ہے" صفحہ ۳۶۴

رشدی کے جرم و سزا کی صحیح اسلامی شرعی حیثیت سمجھنے میں مسلمان کچھ دقت محسوس کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ذہنی کشمکش اور افراط و تفریط کے مرض کا شکار ہو رہے ہیں۔

آپ سے گذارش ہے کہ مندرجہ بالا پس منظر اور اقتباسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں اور فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے حوالے سے حسب ذیل سوالات کے مدلل جوابات وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ امت مسلمہ خاص طور پر برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہو گا۔ دشمنوں کے زہریلے پروپیگنڈے زوروں پر ہیں اور مسلمان علوم دینیہ سے پوری طرح واقف نہیں۔ ایسے حالات میں اسلامی موقف کی صحیح وضاحت وقت کی اہم ضرورت ہے:-

سوال ۱ :- شاتم رسول رشدی کے جرم کی اسلامی فقہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں کیا تعریف ہے؟ یعنی رشدی مرتد ہے، یا زندیق یا دونوں کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔

سوال ۲ :- رشدی کے جرم کی شریعت نے کیا سزا مقرر کی ہے؟

سوال ۳ :- شریعت کے مطابق جاری کردہ سزا کیسے نافذ کی جائے گی؟ کون سے ادارے یا افراد سزا کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے؟

سوال ۴ :- کیا اسلامی شرعی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر اور صفائی کا موقع دیئے بغیر رشدی جیسے کھلم کھلا اور خود اقراری شاتم رسول (جو کہ بارہا ٹیلی ویژن پر توہین آمیز کلمات دہراتے ہوئے یہاں تک کہہ چکا ہے کہ "کاش میں نے اس

سے بھی سخت تنقیدی کتاب لکھی ہوتی") کے خلاف اسلامی سزا نافذ
کی جا سکتی ہے ؟

سوال ۵ :۔ رشدی کے لئے معافی اور تلافی کی کیا صورت ہے ؟ کیا کسی طرح وہ
دنیاوی سزا سے بچ سکتا ہے ؟

سوال ۶ :۔ کیا پبلشرز "پینگوئین" اور دیگر ملوث اداروں کے ساتھ مسلمانوں کو
کسی قسم کا کاروبار جائز ہے ؟

سوال ۷ :۔ رشدی کی حمایت اور اس کی کتاب کو سراہنے والے مسلمانوں کے
بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

السائلین

مفتی مقبول احمد چیئرمین اسلامک ڈیفنس کونسل سکاٹ لینڈ ۔
مقبول احمد، محمد اسلم لاہوری (ایگزیکٹو ممبر)
احقر محمد اسلم، طفیل حسین شاہ (وائس چیئرمین)
طفیل حسین شاہ، قاضی منظور حسین (کنوینر جلوس کمیٹی)
منظور حسین، مسٹر بشیر خان (جے پی) سیکرٹری
بشیر احمد خان، ابو محمد سعید چوہدری، (کنوینر مسلم ممالک رابطہ کمیٹی)
ڈاکٹر عبدالرؤف (کوارڈینیٹر)
ہما وید اقبال ظفر (خزانچی)

الجواب

مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً۔

سلمان رشدی کی فحش گالیوں کی تحریرات اگر واقعی انھی کی ہیں کسی اسلام کے سخت ترین دشمن نے لکھ کر اُن کے نام کی اجازت سے کر نہیں چھاپ دی۔ واقعی ان کی ہے تو ایسا ممکن ہونا ہی عقل میں نہیں آتا کہ ایسی تحریرات جو کسی شریف کی زبان یا قلم پر آہی نہیں سکتیں وہ ایک مسلمان کہلانے والے کے قلم سے کیسے ممکن ہیں؟ جس شخص میں اسلام تو اسلام شرافت کی کوئی رمق بھی باقی ہوگی وہ ایسی باتوں کا تخیل بھی نہیں لا سکتا ہے

جو تمہاری ماں بہن کو کوئی ایسا ایسا کہتا
تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے؟

اگر یہ تحریریں کسی سخت کمینہ دشمن نے مرتب کر کے ان سے پانچ ہزار ڈالر کا وعدہ کر کے ان کے نام سے شائع نہیں کر دیں، واقعی انھی نے کسی کے دھوکہ میں آ کر لکھ ماری ہیں تو ان کے احکام قرآن مجید، احادیث پاک، اجماع اُمت، قیاسات شرعیہ اور اسلاف اُمت کی تحقیقات سے پیش کرتے ہیں۔

ممکن ہے خود رشدی صاحب، سارے مسلمان اور شریف النفس غیر مسلم غور کر سکیں اور اس شعر کو سمجھ لیں۔

قرآن شریف کی آیات

۱۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (سورۃ احزاب آیت ۶)	"نبی مومنین کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپؐ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو ہماری اپنی جانوں کے حق سے بہت زیادہ ہے اور ان کی ازواج مطہراتؓ تو سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان روحانی ماؤں کا حق جسمانی ماؤں سے اس قدر زائد سمجھنا ضروری ہے جتنا روح کا حق جسم سے زائد رہتا ہے کہ جسم چند روز میں مٹی بن کر نیست و نابود ہونے والا ہے اور روح سب کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہے۔

ہر آدمی مسلمان ہو یا نہ ہو مگر ذرا شریف قسم کی عقل رکھتا ہو وہ کبھی اپنی جسمانی والدہ کے متعلق ایسی گالیاں سن کر خون کھول جانے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سوچ سمجھ لیجئے کہ اس کا جذبہ دل و ایمان کیسے ٹھنڈا ہو سکتا ہے؟

ہر آدمی اپنے سے جواب لے کہ اس کے ساتھ ایسا ہو تو وہ کیا کرے؟

ایک ہماری ہی ماں نہیں ہم سب کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، ابھی سے لے کر پندرہ سو سال تک پہلے کے ان سلسلوں کی بھی وہی اعلیٰ قسم کی روحانی و ایمانی ماں، پھر آپ کے اپنے ہی سلسلہ نسب تک ڈیڑھ ہزار سال کے سارے مسلمانوں کی اُن کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کے سب پندرہ سو سالہ سلسلوں کی والدہ وہ بھی روحانی و ایمانی کو ایسی گالیاں!

ع تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے

ہم موجودہ ہی کی نہیں تمام زندہ و فوت شدہ مسلمان مرد، عورت ان کے ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کے پندرہ سو سال تک کے سارے بزرگوں کی روحانی و ایمانی، ان اربوں کھربوں بلکہ سنکھوں مہاسنکھوں بے حد و بیشمار بزرگوں کی گالیاں سن سن کر قبروں میں، جنتوں میں، برزخ میں تلملا نے والوں، والیوں کے خون کھولا دینے والے جذبات اس شخص کے لئے کیسے ہوں گے؟ اور جتنا اُن کا جہاں تک قابو چلے گا وہ کیا نہ کر سکیں گے؟

ع
یہ دُنیا ہے یہاں تو بند ہے بالکل زباں اُن کی
وہ عقبیٰ ہے وہاں سُننی پڑے گی داستاں اُن کی

رشدی صاحب! اپنے ماں باپ اور پندرہ سو سالہ تمام بزرگوں کے کھول جانے والے جذبات یہاں نہیں تو وہاں کیا کچھ نہ کر دکھائیں گے؟ دو دن کی زندگی کا گھمنڈ نہ کرو جبکہ ہر وقت ایکسیڈنٹ کا شُبہ ہے اور اب تو دو تین دن کے ہارٹ اٹیک نے مشاہدہ کرا دیا ہے ۔

۳ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۔ (سورۃ النور آیت ۲۶)	"گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں، وہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، اُن کے لئے تو مغفرت اور عزت کی روزی ہے"!

نکاح شادی میں لوگ سمجھتے ہیں کہ بس ہمارے انتخاب ہیں اور کچھ نہیں مگر یہ غیر مسلموں کے خیالات ہیں۔ حقیقت میں خدائے کائنات ایک کا جوڑ دُوسرے سے لگاتے ہیں اور اس کے خلاف نہیں ہوتا، گو ان میں سے کوئی عارضی کوئی دائمی ہو۔

ارشاد ہے کہ خبیث (بُری) عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہوتی ہیں، اور ایسے ہی مرد ایسی ہی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور ایسے ہی مرد ایسی عورتوں کے لئے ۔

یہ قانونِ فطرت ہے اس لئے اوّلاً جو اس کے خلاف کہے گا وہ اس فطری

خدائی قانون کا انکار کر رہا ہے اور کسی اسلامی قانون کا بھی منکر باغی اور اسلام سے خارج ہے ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی کو طعن کرنے والا صرف ان کے خاتونِ طیب ہونے کا ہی انکار نہیں کرتا بلکہ جن طیب مردوں کے لئے وہ ہیں اُن کے پاکیزہ ہونے کا انکار ہے تو یہ انکارِ قانون بھی اور نبیؐ کی پاکیزگی کا ضمناً انکار دوسرا کفر ہے اُن ازواجِ مطہراتؓ کو خبیث کہنا قانونِ خدا کا انکار تیسرا کفر، اور چونکہ خبیث، خبیث کیلئے ہے قانوناً تو نبی کو ایسا کہنا چوتھا کفر۔ ان کے بری ہونے کی شہادت تو اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں ان کا جھوٹا اور ان کا بری اور پاک ہونا خدائی شہادت ہے جس کے خلاف سے انسان باغی کافر ہوگا یہ پانچواں کفر ہے۔ ان کے لئے آخرت میں مغفرت مرہونے کا دنیا میں عیش نہ ہونے کا منکر یہ چھٹا اور ساتواں کفر ہے۔ ان باتوں میں تو خدا تعالےٰ کا بھی انکار لازم آرہا ہے۔

۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	”جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں
الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا	کو جو پاکدامن ہیں اور ایسی باتوں سے
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ	بے خبر ہیں ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔	اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان
(سورۃ نور آیت : ۲۳)	کو بڑا عذاب ہوگا۔“

لعنت حق تعالےٰ کی ہر رحمت سے دُور کرنے کو کہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے پاک سیدھی سادی معمولی مسلمان عورتوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے دُنیا میں پھر آخرت میں تمام رحمتوں سے دُور کر لے کا اور قیامت کے بڑے عذاب کا انجام مقرر کیا ہے۔ یہ تو ہر مسلمان عورت پر تہمت لگانے کی دنیوی و اُخروی محرومی اور عذابِ عظیم ذکر فرمایا اور جو عورتیں بحکمِ قرآنی پاکیزہ ہیں پاکیزہ بزرگوں سے وابستہ ہیں پھر اور اُوپر چلئے کہ انبیاء و رسل سے وابستہ ہوکر اور بھی سب کی مائیں اور دینی عظمت میں سب سے بڑھکر ہیں اُن پر تہمت لگانے والے کا کیا حشر

ہوگا ذرا اس پر بھی غور کرلیں۔

عہ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا۔ (سورۃ نور : ۴)

"اور جو لوگ تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں پر پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اَسّی (۸۰) دُرّے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی قبول مت کرو۔"

یہ سزائے سخت تو صرف اُن کے لئے ہے جو عام مسلمان عورتوں پر تہمت لگائیں اور چشم دید چار گواہ نہ لا جا سکیں۔ اب خیال کیجئے کہ ان سے بہت اُونچے بزرگ پر بلکہ طیبات ازواج پر بلکہ اربوں کھربوں مسلمان کی ماں، نانی، دادی پر تہمت لگائے اور چار چشم دید کیا ایک فرضی گواہ بھی نہ رکھتا ہو تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیئے؟ جن کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کی اب پندرہ سو سال تک سب کی بزرگ ترین ماؤں پر ایسی فحش گالی سے تہمت تو ہر مسلمان کے جذبات کی تسکین آخر کس سزا سے ہو سکتی ہے؟ عائشہ کے لئے ناقابلِ شہادۃ ہونا تو معمولی تہمت پر تھا اب کیا سزا ہوگی؟

عہ إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ (سورۃ احزاب ۵۸)

"بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے، اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔"

اذیت جسمانی بھی ہوتی ہے اور روحانی بھی، ذہنی بھی، عقلی بھی، ان سب صورتوں میں جو شخص اللہ رسول اور مومنین و مومنات کو کوئی سی بھی اذیت دے گا وہ دین و دنیا میں رحمت سے دور (لعنت) اور بہتان اور گناہ عظیم میں ہوگا اسی لئے ہر شخص کو غور کر لینا چاہیئے کہ ذرا سی دو انچ کی زبان کہاں کہاں پہنچا رہی ہے۔ دنیا و آخرت میں ہر رحمت سے محرومی معمولی بات نہیں۔

۶ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۔ (سورۃ البروج ۱۰)

"وہ جنھوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے جلنے کا عذاب ہے"

عام مسلمانوں کو فتنہ اور پریشانی میں ڈالنے والوں کے لئے پھونک ڈالنے والا عذاب ہے تو انبیاء، صحابہؓ اور علماء کے فتنہ سے کیا کچھ نہ ہوگا۔

۷ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۔ (سورۃ احزاب: ۵۳)

"اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے"

ازواج مطہراتؓ سے تو نکاح بھی ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے اور کسی بات کا تو کیا کہنا!

۸ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ

"جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں سے ایک گروہ ہے تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر

مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔ (سورۃ النور ۱۱)

شخص کو جتنا کسی نے کچھ کمایا تھا گناہ ہوا اور ان میں سے جس نے اس میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی ۔"

منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تھی اس کی براءت اور اُن کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے چند آیات آئی تھیں جس میں ایک یہ ہے اس میں حضرت موصوفہ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی فرمائی اور ان الزام لگانے والوں کا حشر بھی بتایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر اس کا کمایا ما بڑا گناہ ہے اور جو اُن کا سرغنہ تھا اُس کے لئے تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اب اس طرح کی تہمت لگانے والے سب اپنا انجام دیکھ لیں ۔

۹ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۔ (سورۃ التوبہ ۶۵، ۶۶)

"آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے ۔"

۱۰ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ ۔ (سورۃ التوبہ : ۶۱)

"اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے وہ نبی کان دے کر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے ۔"

۱۱ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۔

"کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ

(سورۃ التوبہ ۶۳) — رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے "

۱۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔

(سورۃ المجادلہ ۲۰، ۲۱)

"جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ سخت ترین ذلیل لوگوں میں ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبے والا ہے "

۱۳ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ (سورۃ المجادلہ ۵)

"جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل ہوں گے جیسے اُن سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے "

۱۴ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْہُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۔

(سورۃ النسآء : ۱۱۵)

"جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اُس کے سامنے امر حق ظاہر ہو چکا ہو اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستے ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی "

۱۵ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔

(سورۃ انفال : ۱۳)

"اور جو اللہ کی اور رسول کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والے ہیں "

۱۶ وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَہُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابُ النَّارِ

"اور اگر اللہ تعالےٰ اُن کی قسمت میں جلا وطنی ہونا نہ لکھ چکتا تو اُن کو دُنیا ہی میں سزا دیتا اور اُن کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یہ اس سبب سے ہے کہ ان

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ (سورۃ الحشر : ۳،۴)

"لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے"

امید ہے کہ سب حضرات غور کریں گے کہ اللہ رسول ؐ کی اذیت ان کی مخالفت اور مقابلہ کس قدر سنگین جرم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے کون اور کس طرح بچ سکتا ہے؟ پھر مخالفت بھی معمولی نہیں، اعلانات اشتہارات شور و شغب یعنی ایذا انتہائی کوشش سے، تو غور کر لیا جائے اس شدید ترین کوشش پر شدید عذاب و عقاب دنیا و آخرت میں کیا کیا ہوگا؟ جس کی ستر مرتبہ ڈھلی آگ میں (یعنی دنیا کی آگ میں) ایک انگلی نہیں دی جا سکتی۔

۱۴ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۔

"یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو بس اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ سلمان رشدی بالکل جھوٹا ہے کہ جو بھی تہمت پر چار گواہ چشم دید نہ لاسکیں تو یہ سب اللہ پاک کے نزدیک جھوٹے ہیں اور ان کے جھوٹ کی اشاعت کرنے والے بھی فیصلہ الٰہی میں جھوٹے، اس کو چھپانے اور پناہ دینے والے بھی جھوٹے۔ اور یہ سب شدید ترین مجرم ہیں۔

۱۵ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : ۶۱)

"جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"

خدائی شہادت سے ہے اُن کا بالکل جھوٹا ہونا اوپر کی آیت میں بالکل صاف

صاف آ چکا اور اس آیت میں تمام کاذبوں پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت کے معنی ہیں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے محروم ہو جانا۔

۱۹۔ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔ (سورۃ التوبہ: ۲۹)

"اہلِ کتاب کو جو کہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں، ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کر لیں۔"

۲۰۔ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ۔ (سورۃ التوبہ: ۱۴، ۱۵)

"ان سے جنگ کرو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے ایمان والوں کے قلوب کو شفا دے گا اور ان کے قلوب کے غیظ کو دور کرے گا اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ فرمائیں گے۔"

ایسی حرکت والے کا انجام دنیا و آخرت میں دیکھنا ہوگا۔ احادیث و اجماعات اور شرعی قیاسات اور بزرگوں کی تحقیقات سے یہ مسئلہ روشن ہو رہا ہے۔ یہ مجرم کسی ایک کا مجرم نہیں انسانیت کا، شرافت کا، اللہ و رسولؐ کا، سنکھوں مسلمانوں زندہ و مرحوم مسلمانوں اور ہر انسانیت رکھنے والے کا مجرم ہے۔ ہر شخص غور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسی تہمتیں، ستھری ستھری گالیاں اس کی محترم ماؤں، بہنوں،

نانیوں، دادیوں کو دیتا تو کیا وہ اس کو زندہ چھوڑ سکتے۔

ایسے مجرم کی حمایت، حفاظت کرنا اُسے چھپانا بچانا کسی انسانیت کے دشمن سے ہی ہو سکتا ہے۔ گویا وہ سارے عالم کے مسلمانوں اسلامی مملکتوں اور ہر انسانیت کا احترام سمجھنے والی حکومتوں کو علی الاعلان الٹی میٹم دے رہا ہے اور اس عمل سے ثابت کر رہا ہے کہ اندر کا مجرم کوئی اور ہے گویا باہر کا برائے نام سلمان رشدی ہے۔

۲۱ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۔ "اور اللہ تعالےٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے۔"

(سورۂ احزاب ۳۳)

جو لوگ اہلِ بیت و ازواجِ مطہرات پر عیب لگاتے یا گند اُچھالتے ہیں گویا وہ اعلان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ارادہ ہی فرمایا ہے اُسے پورا نہیں کیا تو غور کیجئے کہ ایسا کہنے والے کا کیا حشر ہونا ضروری ہے۔

۲۲ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۔ "اے نبی! کفار و منافقین سے جہاد کرو اور سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بُرا ہی ٹھکانہ ہے۔"

(سورۂ توبہ: ۷۳)

سلمان رشدی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لئے منافق بھی ہے۔

چالیس احادیثِ مبارکہ

۱۔ حدثنا ابن عباس ان اعمی
كانت له ام ولد تشتم النبی
صلی الله علیه وسلم و تقع
فیه فینهاها فلا تنتهی
و یزجرها فلا تنزجر قال
فلما كانت ذات لیلة
جعلت تقع فی النبی صلی
الله علیه وسلم وتشتمه
فاخذ المغول فوضعه فی
بطنها و اتكأ علیها فقتلها
فوقع بین رجلیها طفل
فلطخت ما هناك بالدم
فلما اصبح ذكر ذلك للنبی
صلی الله علیه وسلم فجمع
الناس فقال انشد الله رجلا
فعل ما فعل لی علیه حق
الا قام فقام الاعمی یتخطی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی
ام ولد باندی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو گالیاں دیتی تھی اور آپؐ کی شان
میں گستاخی کرتی تھی۔ یہ اس کو روکتا تھا
مگر وہ رکتی نہ تھی یہ اُسے ڈانٹتا تھا مگر
وہ مانتی نہ تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب
ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان میں گستاخیاں کرنی اور گالیاں
دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار
(خنجر) لیا اور اُس کے پیٹ میں رکھا اور
وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا،
عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل
پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلودہ ہو گیا۔
جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے یہاں ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے
لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس آدمی

الناس وهو يتزلزل حتى
فقعد بين يدي النبي صلى
الله عليه وسلم فقال يارسول
الله انا صاحبها كانت تشتمك
وتقع فيك فانهاها فلا
تنتهي وازجرها فلا تنزجر
ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين
وكانت لي رفيقة فلما كان
البارحة جعلت تشتمك
وتقع فيك فاخذت المغول
فوضعته في بطنها واتكأت
عليها حتى قتلتها فقال
النبي صلى الله عليه وسلم
ألا اشهدوا ان دمها هدر
(ابوداؤد صفحہ ۲۵۹ مطبع نور محمد
کراچی وایضاً جمع الفوائد صفحہ ۲۹۳
بحوالہ ابوداؤد ونسائی) وایضاً
کنز العمال صفحہ ۳۰۴/ج ۷ بحوالہ (ش) ۔

کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو
کچھ کیا میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو
جائے تو نابینا کھڑا ہو گیا، لوگوں کو
پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ
وہ کانپ رہا تھا حتی کہ حضورؐ کے سامنے
بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں
ہوں اسے مارنے والا، یہ آپ کو گالیاں
دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی میں
اسے روکتا تھا وہ رکتی نہ تھی میں دھمکاتا
تھا وہ باز نہ آتی تھی اور اس سے میرے
دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور
وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات
جب اس نے آپ کو گالیاں دیں اور
برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا
اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے
مار ڈالا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگو گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ
(بے سزا) ہے ۔"

ناظرین غور کریں کہ اپنے دو بچوں اور عزیز بچوں کی ماں رفیقۂ زندگی مگر حضورؐ کی شان میں سخت تو اس کے مالک کو غیرتِ ایمانی کا وہ جوش ہوا کہ اس نے صبح ہونے تک بھی برداشت نہ کیا اور اُسے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ مالک تھا غیرتِ ایمانی میں بے بس ہو گیا تھا اس کا قتل کرنا معاف ہی رہا۔

١٢ عن علي رضي الله عنه أن يهودية كانت تشتم النبي صلى الله عليه وسلم وتقع فيه فخنقها رجل حتى ماتت فابطل رسول الله صلى الله عليه وسلم دمها۔ (ابوداؤد ص۲۴۲ مطبع نور محمد)

"حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور برا کہتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ناقابل سزا قرار دے دیا۔"

اوپر والا واقعہ تو مملوکہ باندی کا تھا یہ غیر مملوکہ غیر مسلم کا ہے مگر غیرت ایمانی نے کسی قسم کا خیال کئے بغیر جوشِ ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ باطل قرار دیا۔ دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا مباح الدم (خون جائز) بن جاتا ہے اور حق کا علمبردار سزاؤں کا غیر مستحق ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کا حقدار ہو جاتا ہے۔

١٣ قال عمرو سمعت جابر بن عبد الله رض يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لكعب بن الاشرف فانه قد آذى الله ورسوله فقام محمد بن مسلمة الخ

رواه البخاري

فقتلوه۔

"حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون کھڑا ہوگا کعب بن الاشرف کے لئے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں تو محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اپنے ساتھ جا کر اسے قتل کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔

وفی فتح الباری قوله آذی الله ورسوله فی روایة محمد بن محمود عن جابر عند الحاکم فقد آذانا بشعره وقوی المشرکین ...... ومن طریق أبی الأسود عن عروة أنه کان یهجو النبی صلی الله علیه وسلم و یحرض قریشا علیهم۔

(فتح الباری ص۲۶۰ ج۷)

اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ بخاری کی اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ اسی نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں، حاکم کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اس نے اپنے اشعار کے ذریعے سے ہمیں تکلیفیں پہنچائی ہیں اور مشرکوں کی مدد کی ہے۔ اور حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ یہ کعب بن الاشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا۔"

نیز دیکھیں البدایۃ والنہایۃ ص۶ ج۴ اور سیرۃ نبویہ ابن کثیر ص۱۱ ج۳

نیز کنز العمال ص۲۶۱ ج ۵۔

یہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے واسطے سے اللہ تعالےٰ کو اذیت و تکلیف دیتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کے لئے اعلان کیا تھا تو محمد بن مسلمہؓ نے یہ کارنامہ انجام دیا۔

۲ قال ابن کثیر فی البدایة والنهایة ناقلا عن البخاری قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ابی رافع الیهودی رجالا من الانصار وامر علیهم

"ابو رافع یہودی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے بطور خاص قتل کروایا کہ وہ آپؐ کو اذیتیں پہنچاتا تھا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لئے

عبد الله بن عتيق وكان ابو رافع يؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم ويعين عليه - (البداية والنهاية ص۱۳۷ ج۴ فتح الباري ص۳۴۳ ج۷)

چند انصار کا انتخاب فرمایا جن کا امیر حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا اور یہ ابورافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دیتا تھا اور آپ کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں کے لئے چند آدمیوں کو مقرر کیا جا سکتا ہے اور یہ سب سزا کے نہیں بڑے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں کہ دینی کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

۳ في الصحيح البخاري عن انس بن مالك رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح وعلى رأسه المغفر فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الكعبة فقال اقتله - رواه البخاري (فتح الباري ج۱۲ البداية والنهاية ص۲۹۲ ج۴)

"صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک آدمی اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ (بخاری)

قال ابن تيمية في الصارم المسلول وانه كان يقول الشعر يهجو به رسول الله صلى الله عليه وسلم ويامر جاريته أن تغنيا به فهذا

امام ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں تحریر کیا ہے کہ یہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار گانے کے لئے کہا کرتا تھا تو اس کے

له ثلاث جرائم مبيحة للدم، قتل النفس والردة والهجاء۔ (الصارم ص۱۳۵)

کل تین جرم ہیں جن کی وجہ سے یہ مباح الدم قرار پایا، ایک قتل، دوسرا ارتداد اور تیسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی۔"

۱۱۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل القینتین (ان لونڈیوں کا نام قریبہ اور قرتنا تھا اور یہ ابن خطل کی باندیاں تھیں دیکھیں اصح السیر ص۲۶۶) وکانتا تغنیان بہجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بقتلہما۔ (البدایۃ والنہایۃ ص۲۹۸ ج۴)

اسی طرح ابن خطل مذکورہ کی ہجو گانے والی دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا جن کا نام قریبہ اور قرتنا تھا۔ ان دونوں کے قتل کرنے کا حکم بھی اس لئے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کے اشعار گایا کرتی تھیں۔"

ان میں سے قریبہ قتل کردی گئی اور قرتنا بھاگ گئی۔ بعد میں آکر مسلمان ہوگئی۔ (اصح السیر ص۲۶۶)

اگرچہ شعر دوسرے کے بنائے ہوئے تھے مگر یہ گانے والیاں اس کو دوسروں تک پہنچا رہی تھیں اس لئے غیر کا ایسا نثر و نظم جملہ شائع کرنے والا بھی قتل کا مستحق ہے۔

۱۲۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل حویرث ابن نقید فی فتح مکہ وکان ممن یؤذی رسول اللہ

"اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پہ حویرث ابن نقیذ کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا یہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو

صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۹۵ ج ۴
وقتلہ علی رضی اللہ عنہ
کما فی اصح السیر صفحہ ۲۶۳۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیروکاروں کے لئے یہ کلام بڑا اہم ہے۔

۸ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من سبّ نبیًا قتل ومن سبّ اصحابہ جُلد۔
الصارم المسلول صفحہ ۹۲ نمبر ۳۰۹

"حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی نبی کو بُرا کہے اُسے قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کو بُرا کہے اُسے کوڑے لگائے جائیں۔"

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کو بھی جو گالیاں دے گا یا بُرا کہے گا وہ قتل کا مستحق ہے اور جو صحابہؓ میں کسی کو بھی بُرا کہے گا اسے کوڑے لگانا ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لیوا صاحبان کو کان کھول کر سُن لینا چاہیئے اور سارے مسلمانوں کو۔"

۹ عن أبی برزۃ الاسلمیؓ قال کنت عند ابی بکر فتغیظ علی رجل فاشتدّ علیہ فقلت أتأذن لی یا خلیفۃ رسول اللہ أن أضرب عنقہ قال

"حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس موجود تھا کہ وہ ایک آدمی پر (کسی وجہ سے) غصہ ہوئے اس نے حضرت ابوبکرؓ کو بہت سخت باتیں کہیں میں نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسولؐ

فأذهب كلمتي غضبه فدخل فأرسل إلي فقال ما الذي قلت آنفاً قلت ائذن لي أن أضرب عنقه قال أكنت فاعلاً لو أمرتك قلت نعم قال لا والله ما كانت لبشر بعد محمد صلى الله عليه وسلم۔
(جمع الفوائد: بحوالہ ابوداؤد ونسائی: ص۲۵۹ نیز ابوداؤد ص۲۶ طبع نور محمد)

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کی گردن ماردوں، میرے اتنے کہنے ہی سے حضرت ابوبکرؓ کا غصہ ختم ہو گیا آپ اندر تشریف لے گئے پھر مجھے پیغام بھیج کر اندر بلایا میں حاضر ہوا تو فرمایا ابھی تم نے کیا جملہ بولا تھا؟ میں نے وہ جملہ دُہرا دیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اُس کی گردن ماردوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا اگر میں اجازت دیدیتا تو کیا تم یہ کر گزرتے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب یہ کسی دوسرے کیلئے نہیں ہے۔"

اوپر کی حدیث میں صحابہؓ کو بُرا کہنے پر کوڑے مارنا آیا ہے قتل صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا یا گالی پر آیا ہے۔

۱۲ وعن مجاهد قال أُتي عمر برجل يسب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتله ثم قال عمرؓ من سب الله أو سب احداً من الانبياء فاقتلوه۔
الصارم المسلول (ص۲۱۹ جلد۲)

"حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور سزا اُسے قتل کیا اور پھر فرمایا جو اللہ تعالےٰ کو یا انبیاءؑ میں سے کسی کو بُرا کہے اُسے قتل کردو۔"

یہ صاف حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ یا کسی رسول یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا اور برا کہنے پر قتل ہے۔

۲ عن عکرمۃ قال أتی علیؓ بزنادقۃ فاحرقھم فبلغ ذالک ابن عباسؓ فقال لو کنت أنا لما احرقھم لنھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تعذبوا بعذاب اللہ ولقتلتھم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ۔ (رواہ البخاری واصحاب السنن جمع الفوائد ص۲۵۸ ج۱)

"حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیقوں کو لایا گیا تو حضرت علیؓ نے انہیں آگ میں جلوا دیا جب یہ خبر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو ملی تو فرمایا اگر میں ہوتا تو ان کو آگ میں نہ جلاتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دو ہاں میں ان کو قتل ضرور کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اپنے دین الٰہی کو تبدیل کرے اُسے قتل کر دو۔"

زندیق وہ منافق ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے کو مسلمان کہتے کہلاتے ہیں اور اندر سے کافر ہیں جیسے آج کل بہت لوگ ایسے ہی ہیں۔ ان کی سزا جلانا تو نہیں ہے، قتل ہے۔

۳ من ارتد عن دینہ فاقتلوہ۔ طب کنز العمال ص۲۴۸

"جو اپنے دین الٰہی سے مرتد ہو اُسے قتل کر دو۔"

حدیث: کل مولود یولد علی الفطرۃ (ہر بچہ فطری والٰہی دین پر پیدا ہوتا ہے) تو جب فطرت دین اسلام ہے۔ جو اس اپنے دین کو بدل دے وہ مرتد قابلِ قتل ہے۔

۱۳ من بدل دینہ فاقتلوہ۔ (حم خ، کنزالعمال ص۲۲ ج۱)
"جو اپنے دین (حنیف) کو تبدیل کرے اُسے قتل کردو۔"

۱۴ ان من ابغض الخلق الی اللہ تعالیٰ لمن آمن ثم کفر۔ (طب، کنزالعمال ص۲۲)
"وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری مخلوق میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت وہ شخص ہے جس نے ایمان لانے کے بعد پھر کفر کیا۔"

ایمان یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی نجات کا تحفہ لینے کے بعد کفر کرتا ہے تو وہ اسلام کی توہین، اللہ اور رسولؐ کی اور سارے مسلمانوں کی توہین اور اہانت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین میں رہنے سہنے کے بالکل لائق نہیں وہ تو ہر مرتد سے بدترین مرتد ہے۔

۱۵ من غیر دینہ فاقتلوہ۔ (الشافعی، کنزالعمال ص۲۲ ج۱)
"جو اپنے دین (اسلام) کو بدلے اُسے قتل کردو۔"

فطری دین کو بدل ڈالنے پر یہ حکم ہے اور احکامِ یقینی کو بدل ڈالنے کا بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ دوسرے قانون لے رہے ہیں اُن کی بھی یہ سزا ہے۔

۱۶ من رجع عن دینہ فاقتلوہ۔ (حب، کنزالعمال ص۲۳ ج۱)
"جو اپنے دین اسلام سے پھر جائے اُسے قتل کردو۔"

فطری دین سے لوٹ جانے پر یہی قتل کی سزا ہے۔ جو لوگ اسلامی قانون کو بدل کر غیر اسلامی قانون لاتے ہیں ان دونوں حدیثوں کی رُو سے وہ بھی قابلِ سزائے عظیم ہیں۔

۱۷ اشتد غضب اللہ علی قوم کلموا وجہ رسول اللہ۔ (طب، کنزالعمال ص۲۶۳ ج۵)
"اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا۔"

جہاد میں ایسا کیا یا اُن کی بات و حکم کو توڑا جیسے آج کل احکام الہٰی کو توڑا جا رہا ہے ۔

۱۸ ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابی واصھاری وسیأتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ۔
(عق عن انس)
کنز العمال صفحہ ۱۳۳ ج ۶ ۔

" بے شک اللہ تعالےٰ نے مجھے (انسانوں میں سے) پسند کیا ہے اور میرے لئے صحابہؓ اور خسر و داماد کو پسند کیا اور کچھ آگے سے لوگ آئیں گے جو اُن کو بُرا کہیں گے اور اُن میں عیب نکالیں گے تم نہ اُن کے ساتھ بیٹھنا نہ اُن کے ساتھ کھانا پینا کرنا اور نہ اُن کے ساتھ نکاح وغیرہ کرنا ۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دل کی گہرائیوں میں پیوست کرنے کی ضرورت ہے کہ آج کل ایسے لوگ بھی نظر آ رہے ہیں، کم جنس ہیں، ان سب سے قلبی قطع تعلق فرض ہے ۔ ان کے ساتھ کھانا، پینا، بیٹھنا، اُٹھنا شادی وغیرہ سب منع ہے ۔

۱۹ ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منھم اصھارًا وانصارًا فمن حفظنی فیھم حفظہ اللہ ومن آذانی فیھم آذاہ اللہ ۔
(خط عن انس رضی اللہ عنہ)
کنز العمال صفحہ ۱۳۲ ج ۶ ۔

" یقیناً اللہ تعالےٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے صحابہؓ کو پسند کیا اور میرے لئے خسر و داماد اور انصار کو پسند کیا جو اُن کے بارے میں میرے حق کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا اور جو اُن کے بارے میں مجھے اذیت دے گا اللہ تعالےٰ اُس کو اذیت دے گا ۔"

کون ہے جسے اللہ تعالےٰ کی حفاظت کی ضرورت نہ ہو اور کون ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی دنیوی و اخروی اذیت سے بچا سکے، لہذا سب حضرات کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اپنے کو دنیا و آخرت میں تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

ان اللہ اختارنی و اختارلی اصحابا فجعل لی منھم وزرآء و اصہارا و انصارا فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا (طب کی عن عویم بن ساعدۃ)	”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے صحابہ کو چنا اور ان صحابہؓ میں سے میرے وزرا، خسر و داماد اور انصار بنائے جو ان کو گالی دے گا اس پر اللہ تعالےٰ فرشتوں اور لوگوں کی طرف سے لعنت اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کے دن نہ تو بہ قبول کرے گا نہ فدیہ کو اور نہ عبادت کو۔“

کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۶۔

صرفا و عدلا ای توبۃ و فدیۃ۔ مجمع بحار الانوار ص ۲۲۲۔

فضل أزواجہ علیہ السلام رضی اللہ عنھن

ازواج مطہراتؓ کے متعلق پہلے تو یہ آیت پڑھئے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔ (سورۃ احزاب)	”اور اللہ تعالےٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے۔“

جن کی پاکیزگی اور طیب اور طاہر ہونے کی شہادت خود اللہ تعالےٰ دے

رہے ہیں۔ آپ خیال کیجئے کہ ان کے متعلق کچھ بُرا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو جھٹلا رہا ہے تو غور کیجئے کیا اس میں اسلام کی کوئی رمق باقی ہوگی کیا وہ مسلمان رہ سکے گا یا کیا سزائے سخت سے بچ سکتا ہے؟

۲۱ خیارکم خیارکم لنسائی۔ "تم میں سے بہترین وہ ہیں جو میری عورتوں کے حق میں بہترین ہو۔"

کنزالعمال صفحہ ۲۶۶ ج ۶

ازواج مطہرات رض کو طیب و طاہر ماننے والا ہی خیر ہو سکتا ہے ان میں کسی قسم کا شبہ بھی پیدا کرنے والا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہوگا۔

۲۲ لن یحنو علیکن بعدی الا الصالحون وفی روایۃ الا الصابرون۔ "تم پر میرے بعد صرف نیک لوگ ہی شفقت کریں گے۔"

(کنزالعمال صفحہ ۲۲۶ ج ۶)

یہ پیشین گوئی صاف بتا رہی ہے آوارہ و بدکردار لوگ بکواس کیا کریں گے۔ صرف نیک اور صابر ہی میرے بعد تم پر شفقت کریں گے۔

۲۳ ان الذی یحنو علیکن بعدی لھو الصادق البار لقائل لازواجہ) "میرے بعد تم پر جو شفقت کرے گا وہی سچا اور نیک ہوگا۔"

کنزالعمال صفحہ ۲۲۶ ج ۶

غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچے اور نیک ہونے کا معیار کیا ہے۔

۲۴ ان فضل عائشۃ رض علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔ (رواہ عن انس رض) "عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت باقی خواتین پر ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر۔"

کنزالعمال صفحہ ۲۲۳ ج ۶۔

دُنیا و آخرت کی تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ فضیلت حاصل ہے جو سب کھانوں پر ثرید کو (عرب کا مرغوب ترین کھانا ہے) سب کھانوں پر "۔

۲۵۔ احب النساء الی عائشۃ ومن الرجال ابوھا۔ (رواہ عن عمرو بن العاص -) (رواہ عن انس، کنز العمال ص۲۲۴ ج۶) — "عورتوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب عائشہؓ ہیں اور مردوں میں اُن کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سب سے محبوب ہیں "۔

غور کیجئے کہ اللہ و رسولؐ کے بعد عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت عائشہؓ اور مردوں میں اُن کے والد، چونکہ قاعدہ ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے (حبیب الی قلبی حبیب حبیبی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے حبیب اور یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب تو دونوں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں ۔

۲۶۔ عائشۃ زوجتی فی الجنۃ۔ کنز العمال ص۲۲۴ ج ۶ - — "عائشہؓ جنت میں میری زوجہ ہوں گی "۔

دُنیا و آخرت میں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے تو وہ کون قرار پائے گا جو اُن سے نفرت کرے ۔

۲۷۔ ھذا جبرئیل یقرئک السلام - کنز العمال ص۲۲۴ ج ۶ — "اے عائشہؓ ! یہ جبرئیل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں "۔

تمام فرشتوں میں سے افضل فرشتہ تمام انبیاء پر وحی لانے والے فرشتہ نے جن کو سلام کیا وہ کیا ہوں گی ۔

۲۸۔ وان اللہ جمع بین ریقی و بین ریقہ ۔ — "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وصال نبویؐ کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور

(کنز العمال ص۲۳۲ ج ۶) صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب اطہر کو جمع فرمایا تھا۔ (مسواک کا واقعہ وصال اطہر کے وقت کا معروف ہے) ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد اُن کے والد حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمانؓ کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی تو آپؐ نے فرمایا :-

نمبر ۲۹ تزوج حفصة خير من عثمان و يتزوج عثمان خيرا من حفصة فزوجه النبي صلى الله عليه وسلم ابنته ۔ (کنز العمال ص۲۳۲)

"حفصہؓ سے وہ شادی کرے گا جو عثمانؓ سے بہتر ہو گا اور عثمانؓ ایسی خاتون سے شادی کریں گے جو حفصہؓ سے بہتر ہو گی۔"

جن کی بہتری حضورؐ فرمائیں ان کو کسی قسم کا عیب لگانا خالص خباثت اور مکاری نہیں تو کیا ہے۔

نمبر ۳۰ قال لی جبریل راجع حفصة فانها صوامة قوامة فانها زوجتك في الجنة (ك عن انس وعن قيس بن زيد) (کنز العمال ص۲۶۶ ج ۶)

"مجھے جبرئیل نے کہا کہ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ بہت روزہ دار اور بہت قیام اللیل کرنے والی ہیں اور یہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی۔"

جبرئیل علیہ السلام بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہیں کہہ سکتے تو جن کو اللہ تعالیٰ بواسطہ جبرئیل روزوں والی رات کی عبادت والی فرمائیں ان کی شان میں گالیاں پیش کرنا اللہ تعالیٰ کو جھٹلانا کہنا ہوگا۔ غور کیجئے کتنا سخت جرم ہے۔

۳۱ من سبّ احدًا من اصحابی فعلیه لعنة الله - (ش عن عطاء مرسلا) کنز العمال ص۱۳۶ ج۱۲

"جو میرے صحابہ میں سے کسی کو بُرا کہے اُس پر اللہ کی لعنت۔"

۳۲ من سبّ احدًا من اصحابی فاجلدوه - (ابو سعید) کنز العمال ص۱۳۶ ج۱۲ -

"جو میرے صحابہؓ میں سے کسی کو گالی دے اُسے کوڑے لگاؤ۔"

یہ حدیث اور ۳۱ والی حدیث، صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنے پر جو بتا رہی ہیں وہ ہر حکومت کا فرض ہے، جو حکومت نہیں کرتی وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی مجرم ہے۔

۳۳ عن ابی سعید الخدریؓ قال قال النبیؐ لا تسبّوا اصحابی فلو أن احدکم أنفق مثل أحدٍ ذهبًا ما بلغ مدّ احدهم ولا نصیفه - متفق علیه مشکوٰة ص۵۵۳

"فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا مت کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرلے تو بھی صحابہؓ میں سے ایک مُد (۲۸ تولے) تو کیا اس کے آدھے کے برابر بھی نہ پہنچے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہؓ کو بُرا کہنا حرام قابلِ سزا ہے کیونکہ ان کا مرتبہ بے حد بلند ہے تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر خیرات کرے تو صحابیؓ کے ایک مُد کے برابر بھی نہیں ہوتا اور ثواب خلوصِ دل سے بڑھتا ہے تو ان میں سے ہر ایک کا خلوص دوسرے سے اتنا بڑھا ہُوا ہے۔ سوچئے ان کو بُرا کہنے والوں کا عذاب کتنا ہوگا؟

۳۴ عن جابر رضی الله عنه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجته یوم عرفة

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرفہ والے دن حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ

وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۵۶۹)

صلی اللہ علیہ وسلم کو قصویٰ اونٹنی پر سوار دیکھا آپ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میں نے تم میں وہ کچھ چھوڑا ہے کہ اگر تم اسے تھامے رکھو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور میرا کنبہ میرے اہل بیت۔"

گناہ اور گمراہی سے بچانے والی دو چیزیں ہیں قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد و اہل بیت (ازواج) ان کی توہین ایسی ہے جیسے قرآن کی توہین۔

۳۵۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۵۵۴

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہہ رہے ہوں تو یہ کہہ دیا کرو تم (دونوں فریقوں) میں سے جو برا اس پر اللہ کی لعنت۔"

صحابہؓ (مرد ہوں یا عورت) جو ان کو برا کہے اس کو یہ جواب دیتا ہے کہ ان میں سے تم میں سے جو بد ہو، اس پر خدا کی لعنت اور ظاہر ہے کہ برا کہنے والا بد ہے تو اس پر لعنت کی ہر مسلمان کو دعا کرنی ہے۔

۳۶۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی لحب اللہ واحبوا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں طرح طرح کی نعمتوں سے غذا پہنچاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل

اھلِ بیتی لحبّی ۔ | بیت سے محبت کرو، میری محبت کی وجہ سے"
(ترمذی، مشکوٰۃ ص۵۴۳)

مشہور قاعدہ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے بقول متنبّی ؎

حبیبُ الی قلبی حبیبُ حبیبی

یعنی محبوب کا محبوب میرے دل کا محبوب ہے ۔

اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبت ہے تو اُن کے تمام دوستوں سے محبت لازم ہے ۔ ان دوستوں، عزیزوں کو بُرا کہنے والا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کے دعوٰی میں جھوٹا ہے ۔

ع۳۴ عن عبد اللّٰہ بن مغفل رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضًا من بعدی فمن احبّھم فبحبی احبّھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللّٰہ ومن آذی اللّٰہ فیوشک أن یأخذہ۔

"ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان کو نشانۂ ملامت نہ بناؤ جو ان سے محبت کرتا ہے میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کرتا ہے اور جو اُن سے نفرت کرتا ہے وہ میری نفرت کی وجہ سے اُن سے نفرت کرتا ہے اور جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ تعالےٰ کو اذیت دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو پکڑ لے "

ترمذی، مشکوٰۃ ص۵۵۴

غور کیجئے حضورؐ کے صحابہؓ سے کینہ اور بُرا کہنا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اذیت دینا ہے اور حضورؐ کو اذیت دینا اللہ تعالےٰ کو اذیت دینا ہے اور اللہ تعالےٰ

کو جو اذیت دے گا تو قریب ہے کہ اس کی پکڑ ایسی ہو کہ پھر دنیا و آخرت میں ٹھکانا نہ ہو گا۔

۳۵ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم رزین۔ مشکوٰۃ ص۵۵۴

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی تم اقتدار کرو گے ہدایت پا جاؤ گے"

صحابیؓ وہ ہے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکبار بھی ملاقات ہو گئی چاہے اُس نے دیکھا بھی نہ ہو جیسے اندھا، اس ایک ملاقات سے وہ صحابی ہو گیا مرد ہو، عورت ہو، بچہ ہو، بڑا ہو، اولاد ازواج میں سے ہو۔ اس کیمیا دی ملاقات سے وہ ہادی و مقتدائے قوم بن جاتا ہے۔ اس کو بُرا کہنے والا اپنی دُنیا و آخرت کی تباہی کو دیکھے۔

۳۶ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم۔ ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب (الحدیث)

مشکوٰۃ ص۵۵۴

"فرمایا میرے صحابہؓ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سب سے بہتر ہیں پھر وہ اُن کے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ اُن کے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین) پھر جھوٹ پھیل جائے گا"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی، صحابہؓ کی صدی، تابعین کی صدی خیر ہی خیر ہے۔ ان کے لوگوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر کہنے کا منکر ہے اس سے کفر تک کا اندیشہ ہے۔ فرمایا پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ اس کی دلیل ہے کہ تین صدیاں جھوٹ کے پھیلنے سے محفوظ ہیں اس لئے اُن کے بعد کا اجتہاد بھی معتبر نہیں ہے۔

۲ خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ (الحدیث) متفق علیہ مشکوٰۃ ص۵۵۳

"میری اُمت کا بہترین میری صدی ہے پھر وہ لوگ جو اُس کے متصل ہیں" (یعنی تیسری صدی والے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر اور اُس کی سزائے قتل کے بارے میں علماء اُمت کا اجماع

مُعتبر و مستند کتابوں سے دس (۱۰) حوالے

۱ وفی المیزان الکبریٰ للشعرانی: "امام شعرانیؒ فرماتے ہیں :۔

الردۃ وھی قطع الاسلام بنیۃ أو قول کفر او فعل وقد اتفق الائمۃ علی أن من ارتد عن الاسلام وجب قتلہ وعلی ان قتل الزندیق واجب و ھو الذی یسر الکفر ویتظاھر بالاسلام وعلی أنہ اذا

ارتداد کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو نیتًا یا کلمۂ کفریہ یا فعل کفر کے ذریعے ختم کرا دینا۔ اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ زندیق کا قتل کرنا واجب ہے جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور در حقیقتًا کافر ہو اور اس بات پر بھی

ارتد اهل قرية بالذين قوتلوا وصارت اموالهم غنيمة وهذا ما وجدته من مسائل الاتفاق -

اتفاق ہے کہ اگر کسی بستی والے مرتد ہو جائیں تو اُن سے قتال کیا جائے گا اور ان کے اموال مالِ غنیمت سمجھے جائیں گے، یہ وہ متفقہ مسائل ہیں جو مجھے ملے ہیں ۔"

۲ے وفی فتح الباری شرح البخاری للحافظ ابن حجر صـ۲۲۳ ج ۱۲ - وقد نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم صریحا وجب قتله ونقل ابو بکر الفارسی احد ائمة الشافعیه فی کتاب الاجماع ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم بما هو قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلو تاب لم یسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا یسقط بالتوبة - وخالفه القفال

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث حافظ ابن حجرؒ عسقلانی شافعی اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں :-
ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اُسے قتل کرنا واجب ہے ائمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسی نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت کے ساتھ بُرا کہے اُس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے تو بہ کر لے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہو گا کیونکہ قتل اس کے تُہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ قفالؒ نے البتہ اس کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کفر گالی کی وجہ سے تھا تو دوبارہ اسلام قبول کرنے سے قتل

وقال اكفر الكفر بالسب
فيسقط القتل بالاسلام
وق ... ملائي يزول
حد القذف
ر
عرض فقال الخطابي لا
اعلم خلافا في وجوب قتله
اذا كان مسلما وقال ابن
بطال اختلف العلماء
فيمن سب النبي صلى الله
عليه وسلم فاما اهل
العهد والذمة كاليهود
فقال ابن القاسم عن
مالك يقتل إلا أن
يسلم واما المسلم فيقتل
بغير استتابة ونقل
ابن المنذر عن الليث
والشافعي وأحمد واسحاق
مثله في حق اليهودي و
نحوه ومن طريق الوليد
بن مسلم عن الاوزاعي و
مالك في المسلم هي ردة

ساقط ہو جائے گا۔ صیدلانیؒ کا قول
یہ ہے کہ قتل تو ساقط ہو جائے گا مگر
حد قذف جاری ہوگی۔ مگر امام نے اس
قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ تو صریح
تہمت کا حکم تھا اگر تعریضاً (یعنی اشارۃً
وکنایۃً) برا کہا تو خطابیؒ کا قول ہے
کہ اگر یہ برا کہنے والا مسلمان تھا تو
اس کے قتل کے واجب ہونے میں مجھے
کسی کے اختلاف کا علم نہیں۔ ابن بطالؒ
کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی
دینے والے کے بارے میں علماء کا
اختلاف یہ ہے کہ ذمیوں نے اگر ایسا
کیا تو ابن القاسم کی روایت کے
مطابق امام مالکؒ نے فرمایا اگر اسلام
نہ لائے تو قتل کر دیا جائے۔ باقی مسلم
ایسا کرے تو بغیر توبہ طلب کئے اسے
قتل کر دیا جائے اور ابن المنذر نے
لیثؒ بن سعد، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن
حنبل اور امام اسحاقؒ سے یہودی وغیرہ
کے بارے میں یہی فتویٰ نقل کیا ہے
اور ولید بن مسلم کی روایت کے مطابق
امام اوزاعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب

يستتاب منها وعن الكوفيين إذا كان ذميا عزّر وإن كان مسلما فهي ردة ـ (فتح الباري ص ۲۲۳ ج ۱۲) وفيه أيضا واحتج الطحاوي لأصحابهم بحديث الباب وأيده بأن هذا الكلام لو من مسلم كان ردة (ص ۲۳۶ ج ۱۲)

یہ ہے کہ مسلمان ایسا کرے تو مرتد ہو جائے گا (جس کی سزا قتل ہے) اور اُسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا اور علماء کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ ذمی ہے تو اُس کی سزا تعزیر ہے اور اگر مسلمان ہے تو یہ ارتداد ہے (اور اس کی سزا قتل ہے)

۱۳ وفي خلاصة الفتاوى :

علامہ طاہر بخاریؒ اپنی کتاب خلاصۃ الفتاوٰی میں لکھتے ہیں :-

وفي المحيط من شتم النبي صلى الله عليه وسلم واهانه أو عابه في أمر دينه او في شخصه أو في وصف من أوصاف ذاته سواء كان الشاتم مثلا من امته او غيرها او سواء كان من أهل الكتاب أو غيره ذميا كان أو حربيا سواء كان الشتم أو الاهانة أو العيب صادرا عنه عمدا أو سهوا أو غفلة أو جدا أو هزلا

محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، آپؐ کی اہانت کرے آپؐ کے دینی معاملات یا آپؐ کی شخصیت یا آپؐ کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے، چاہے گالی دینے والا آپؐ کی اُمت میں سے ہو اور خواہ اہلِ کتاب وغیرہ میں سے ہو، ذمی ہو یا حربی، اور خواہ یہ گالی، اہانت اور عیب جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بنا پر، نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لیے یہ شخص کافر ہو گا اس طرح کہ اگر توبہ

فقد كفر خلودًا بحيث ان تاب لم يقبل توبته ابدًا لا عند الله ولا عند الناس وحكمه في الشريعة المطهرة عند المتاخرين المجتهدين اجماعًا وعند المتقدمين القتل قطعًا ولا يداهن السلطان ونائبه في حكم قتله۔

کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الناس۔ اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین و مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔"

(خلاصة الفتاوى ص ۳۸۶ ج ۴)

۴ وفي رحمة الامة للشيخ الدمشقي الشافعيؒ:

الردة هي قطع الاسلام بقول أو فعل او نية اتفق الائمة على ان من ارتد عن الاسلام وجب عليه القتل ثم اختلفوا هل يتحتم قتله في الحال أم يوقف على استتابته وهل استتابته واجبة او مستحبة واذا استتيب فلم يتب هل يمهل أم لا فقال أبو حنيفة لا تجب

شیخ دمشقی شافعی رحمۃ الامۃ میں لکھتے ہیں:-

"ارتداد، اسلام کو نیتًا یا قولًا یا فعلًا ختم کر دینے کا نام ہے اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو اس کا قتل واجب ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ فورًا قتل کیا جائے گا یا توبہ کرنے کی مہلت دی جائے گی۔ اور اختلاف اس میں ہے کہ توبہ کرنے کے لئے کہنا واجب ہے یا صرف مستحب، اور اگر توبہ کروانے کے باوجود توبہ نہ کرے تو کیا مزید مہلت دی جائے گی یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے توبہ

استتابته ویقتل فی الحال
إلا أن یطلب الإمهال ۔
(ص۳۱۳ ج ۲)

کے لئے کہنا واجب نہیں ہے بلکہ فوراً
اسے قتل کر دیا جائے گا۔ الا یہ کہ وہ خود
مہلت طلب کرے۔“

۶ وقال ابن تیمیۃؒ :

ابن تیمیہؒ اپنی معروف کتاب الصارم
المسلول میں لکھتے ہیں :-

وعن مجاھد قال اتی عمر
برجل یسب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقتلہ ثم
قال عمر من سب اللہ أو
سب احدا من الانبیاء
فاقتلوہ ھذا مع أن سیرتہ
فی المرتد انہ یستتاب
ثلاثا ویطعم کل یوم رغیفا
لعلہ یتوب فإذا امر
بقتل ھذا من غیر استتابۃ
علم ان جرمہ اغلظ عندہ
من جرم المرتد المجرد
فیکون جرم ساب من
أھل العھد أغلظ من جرم
من اقتصر علی نقض
العھد ولا سیما وقد
أمر بقتلہ مطلقا من غیر

”حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ حضرت
عمر فاروقؓ کے پاس ایک ایسے شخص کو
لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بُرا کہہ رہا تھا، حضرت عمرؓ نے اُسے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ
یا انبیاءؑ میں سے کسی کی شان میں گستاخی
کرے اُسے قتل کر دو۔ یہ بات قابل
غور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ
مرتد کے بارے میں یہ رہا ہے کہ اسے
تین دن تک توبہ کے لئے کہا جائے
اور ہر روز ایک روٹی بطور غذا اُسے
دی جاتی رہے تاکہ شاید وہ توبہ کر
لے (اور اس کی جان بچ جائے)
لیکن اس گستاخی کرنے والے کو حضرت
عمرؓ نے توبہ طلب کئے بغیر قتل کرنے
کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ
اس کا جرم عام مرتد سے کہیں زیادہ

ثنيا وكذلك المرأة التي سبّت
النبي صلى الله عليه وسلم فقتلها
خالد بن وليد ولم يستتبها دليل
على أنها ليست كالمرتدة المجردة
وكذلك حديث محمد بن مسلمة
لما حلف ليقتلن ابن يامين
لما ذكر أن قتل ابن الأشرف
كان غدرا وطلبه لقتله بعد
ذلك مدة طويلة ولم ينكر
المسلمون ذلك عليه مع أنه
لو قتله لمجرد الردة لكان
قد عاد إلى الإسلام بما أتى
به بعد ذلك من الشهادتين
والصلوات ولم يقتل حتى
يستتاب ، وكذلك قول ابن عباس
في الذي يرمي امهات المؤمنين
إنه لا توبة له نصّ في هذا
المعنى وهذه القضايا و
قد اشتهرت ولم يبلغنا
أن احدا أنكر شيئا من
ذلك ۔

(الصارم المسلول ص ۳۱۹/۳۲۰)

سخت ہے۔ اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ
ہو اس کا جرم اس عام ذمی سے کہیں
زیادہ بڑھا ہوا ہے جو سخت ہے۔
اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ ہو اس کا
جرم اس عام ذمی سے کہیں زیادہ
بڑھا ہوا ہے جو صرف عہد توڑنے
کا مرتکب ہوا ہو۔ یہ بات پیش نظر
رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ
نے بلا کسی استثناء کے اُسے قتل کرنے
کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح وہ عورت
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
گستاخی کرتی تھی حضرت خالد بن الولیدؓ نے
اس سے بغیر توبہ طلب کئے اسے قتل
کیا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی
عورت عام مرتدہ کی طرح نہیں ہے۔
اسی طرح محمد بن مسلمہ کہ جب انہوں نے ابن یامین
کو قتل کرنے کی قسم کھائی اور ایک عرصہ تک
اس کو قتل کرنے کی جستجو اور تلاش میں
لگے رہے تو مسلمانوں نے ان پر کوئی اعتراض
نہیں کیا حالانکہ اگر محض ارتداد ہی وجہ قتل
ہوتا تو وہ اسلام لاکر کلمۂ شہادت پڑھ چکا
تھا اور نمازیں ادا کر رہا تھا تو بغیر توبہ طلب

کئے اسے قتل کرنا جائز نہ ہوتا۔ اسی طرح جو شخص امہات المؤمنین پر تہمت لگائے، اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول کہ ایسے شخص کی کوئی توبہ نہیں، درحقیقت ہمارے مضمون کی تصریح ہے۔ بہرحال یہ واقعات مشہور ہیں اور ہمیں ایک شخص کے بارے میں بھی علم نہیں کہ اس نے ان میں سے کسی بات پر اعتراض کیا ہو۔"

۲ وفي فتح القدير لابن الهمام: كل من أبغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق الأولى ثم يقتل حدا عندنا فلا تعمل توبته في إسقاط القتل قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك ونقل عن أبي بكر الصديق رضي ولا فرق بين أن يجيئ تائبا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات فإن الإنكار فيها توبة ولا تعمل الشهادة معه حتى قالوا يقتل وإن

علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں: "اگر کوئی شخص قلباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے تو وہ کافر و مرتد ہے تو گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہو گا۔ پھر ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک اسے بطور سزا قتل کیا جائے گا اس کی توبہ قتل کے اسقاط میں مؤثر نہ ہو گی۔ علماء نے لکھا کہ اہل کوفہ اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے چاہے بعد میں وہ خود توبہ کر کے عدالت میں آیا ہو یا اس کے خلاف گواہیوں سے یہ جرم ثابت ہوا ہو۔ یہ گالی کا مسئلہ دوسرے مکفرات سے مختلف ہیں کیونکہ وہاں انکار خود توبہ کے قائم مقام ہے تو شہادت بے کار ہو جاتی ہے۔ علماء نے

سب سکران ولا یعفی عنه ولا بد من تقییده بما اذا کان سکره بسبب محظور باشره مختارا بلا اکراه والا فهو کالمجنون وقال الخطابی لا اعلم احدا خالف فی وجوب قتله واما مثله فی حقه تعالی فتعمل توبته فی اسقاط قتله۔

(فتح القدیر ص۳۳۲ ج ۵)

یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشہ میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا لیکن ہمارے خیال کے مطابق نشہ میں یہ قید ہونی چاہیئے کہ اس کا نشہ کسی ایسی ممنوع چیز کی وجہ سے ہو جو بلا اکراہ اپنے خیال سے اس نے استعمال کی ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس کا حکم پاگل کا سا ہوگا۔ خطابیؒ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔ اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔"

وقال ابن نجیم :- ۷

ویستثنی منه مسائل الاولی الردة بسبه صلی الله علیه وسلم قال فی فتح القدیر کل من ابغض رسول الله صلی الله علیه وسلم بقلبه کان مرتدا فالساب بطریق الاولی ثم یقتل حدا عندنا فلا تقبل توبته فی اسقاط

ابن نجیم بحر الرائق میں تحریر کرتے ہیں:-

"چند مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پہلا وہ ارتداد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے سے ہو۔ فتح القدیر میں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلباً نفرت کرے وہ مرتد ہے تو گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہے۔ پھر ہمارے نزدیک اس گالی کے جرم کی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ اس کے قتل کی معافی نہیں

القتل قالوا هذا مذهب اهل الكوفة ومالك ونقل عن ابي بكر الصديق رضه قال الخطابي لا اعلم احدًا خالف في وجوب قتله و أما مثله في حقه تعالى فتقبل توبته في اسقاط قتله - وعلله البزازي بأنه حق تعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين وكحد القذف لا يزول بالتوبة وصرح بان سب واحد من الانبياء كذلك - (ص۳۲۱ ج ۵)

مؤثر نہ ہوگی۔ علماء نے فرمایا کہ اہل کوفہ اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منقول ہے۔ خطابی کا قول ہے کہ مجھے علم نہیں کہ کسی نے ایسے شخص کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ کی شان میں ایسا کرنے والے کی توبہ اس کے قتل کی معافی میں مؤثر ہوگی۔ بزازیؒ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جیسے تمام حقوق العباد۔ اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازیؒ نے اس کی بھی تصریح کی کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو بُرا کہنے کا یہی حکم ہے۔"

۶ وفي الفتاوى الخيرية :- سئل - في شقي لعن نبي الله ابراهيم عليه السلام فما يترتب عليه - وهل اذا جاء تائبا من قبل نفسه راجعا مما قال يدفع عنه

فتاوی خیریہ میں ہے: (سوال) "ایک بدبخت نے نبی اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر لعنت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ خود تائب ہو کر آجائے اور جو کچھ کہا تھا اس سے رجوع کر لے تو کیا اس سے ارتداد کی سزا ختم ہو۔

موجب الردة الذی هو القتل
وما الحکم فیه ؟
اجاب : یقتل حدًا ولا
توبة له أصلا ففی البزازیة
وغیرها من کتب الفتاوی
واللفظ لها المرتد والعیاذ
باللہ تعالی تحرم امرأته
ویجدد النکاح بعد
اسلامه ویعید الحج
ولیس علیه اعادة الصلوٰة
والصوم کالکافر اذا صلی
إلا اذا سب رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم أو
واحدًا من الانبیاء علیهم
الصلوٰة والسلام فإنه یقتل
حدًا ولا توبة له أصلا
سواء کان بعد القدرة علیه
بالشهادة او جاء تائبا
من قبل نفسه کالمتزندق
فانه حد وجب فلا یسقط
بالتوبة ولا یتصور فیه خلاف
لأحد لأنه حق تعلق به

جائے گی جو قتل ہے ؟ اور اس صورت
میں حکم کیا ہے ؟
(جواب) اسے بطور سزا قتل کیا جائے
گا اور اس کے لئے بالکل توبہ نہیں ہے
بزازیہ اور اس کے علاوہ دیگر کتب
فتاوی میں صراحت ہے کہ اگر کوئی
شخص نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو
اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔ اسلام
کے بعد نکاح کی تجدید ہوگی۔ حج بھی
دوبارہ کرنا ہوگا۔ البتہ نماز روزے کا
اعادہ واجب نہیں۔ الا یہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یا انبیاء علیہم السلام
میں سے کسی کو برا کہے۔ ایسے شخص کو
حدًا قتل کیا جائے گا اور اس کے
لئے توبہ نہیں، چاہے اس کے پکڑے
جانے اور اس کے خلاف گواہیوں کے
قائم ہو جانے کے بعد وہ توبہ کرے یا
از خود تائب ہو کر آئے اس کا حکم وہی
ہے جو زندیق کا کیونکہ حد جب واجب
ہوتی ہے تو پھر توبہ سے ساقط نہیں
ہوتی۔ اس مسئلہ میں کسی کے خلاف کا
تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ (نبی کو گالی دینا)

حق العبد فلا يسقط بالتوبة
كسائر حقوق الآدميين
وكحد القذف لا يزول
بالتوبة بخلاف ما إذا
سب الله تعالى ثم
تاب لأنه حق الله تعالى
ولأن النبي بشر والبشر
جنس تلحقهم المعرة
إلا من أكرمه الله تعالى
والباري منزه عن جميع
المعايب وبخلاف الارتداد
لأنه معنى ينفرد به
المرتد لا حق فيه لغيره
من الآدميين ولكونه بشرا
قلنا إذا شتمه عليه السلام
سكران لا يعفى ويقتل حدا
وهذا مذهب أبي بكر
الصديق رضي الله عنه والإمام
الأعظم والبدري و
أهل الكوفة والمشهور
من مذهب مالك وأصحابه
قال الخطابي لا أعلم أحدا

ایک ایسا حق ہے جس کے ساتھ بندے
کا حق متعلق ہے اس لئے توبہ سے یہ
حق ساقط نہ ہوگا جیسا کہ تمام حقوق
العباد کا یہی معاملہ ہے اور جیسا کہ
حد قذف توبہ سے معاف نہیں ہوتی
اس کے برخلاف اگر کسی نے اللہ تعالیٰ
کو بُرا کہا پھر توبہ کر لی تو یہاں توبہ اس
لئے قبول ہے کہ یہ حقِ اللہ ہے اور اس
لئے بھی کہ نبی انسان ہوتا ہے اور انسان
بحیثیت انسان کے عیب دار ہو سکتا
ہے۔ الا یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ معزز
بنا کر پاک صاف رکھے باقی اللہ تعالیٰ
تو تمام معائب سے منزہ ہیں۔ اسی
طرح بُرا کہنا عام ارتداد سے ہٹ کر
ہے کیونکہ ارتداد میں کسی دوسرے کا
حق ضائع نہیں ہوتا اس کا اپنا فعل
ہوتا ہے اور چونکہ نبی بشر ہیں اس
لئے ہمارا مذہب یہ بھی ہے کہ اگر نشہ باز
حضور علیہ السلام کو گالی دے تو اس
کی معافی نہ ہوگی بلکہ اُسے قتل کیا جائے
گا اور یہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مذہب
ہے اور یہی امام اعظمؒ، بدری، اہل کوفہ

من المسلمين اختلف في
وجوب قتله اذا كان مسلما
وقال سحنون المالكي أجمع
العلماء على أن شاتمه
كافر وحكمه القتل ومن
شك في عذابه وكفره كفر
قال الله تعالى :
ملعونين اينما ثقفوا
اخذوا وقتلوا تقتيلا
(الآية)
وروي بسند كا أنه صلى
الله عليه وسلم قال من
سب نبيا فاقتلوه ومن
سب اصحابي فاضربوه
وأمر صلى الله عليه وسلم
بقتل كعب بن الأشرف
بلا إنذار وكان يؤذيه
صلى الله عليه وسلم وكذا
أمر بقتل ابي رافع اليهودي
وكذا أمر بقتل ابن خطل
هذا وكان متعلقا بأستار
الكعبة وذلك المسئلة

امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا معروف مذہب
ہے خطابی کا قول ہے کہ میں مسلمانوں میں
سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس کا ایسے
شخص کے وجوب قتل میں کوئی اختلاف
ہو جو مسلمان ہو کر بدگوئی کرے۔ سحنونؒ
مالکی کا قول ہے کہ علماء کا اس بات پر
اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام کو گالی دینے
والا کافر ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔
بلکہ جو شخص اس کی سزا اور کفر میں شک
کرے وہ بھی کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"وہ پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ
اور مار دھاڑ کی جائے گی۔"
اور سند کے ساتھ حدیث مروی ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دو
اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اُسے
مارو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
دیا کہ کعب بن الاشرف کو بلا آگاہ کئے
قتل کر ڈالو، وہ حضورؐ کو اذیت پہنچاتا تھا۔
اسی طرح آپ نے ابو رافع یہودی کے قتل
کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ نے ابن خطل
کو کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہوئے کے

تعرف في كتاب الصارم المسلول
على شاتم الرسول انتهى -
وفي الاشباه كل كافر تاب
فتوبته مقبولة في الدنيا
والآخرة الا جماعة الكافر
بسب نبي وبسب الشيخين
أو أحدهما وبالسحر و
الزندقة إلى آخر ما فيه
والمسئلة مقررة مشهورة
في الكتب غنية عن
الاطناب والحاصل فيهما
وجوب قتل مثل هذا الشقي
المتهود في حق مثل هذا
النبي الجليل وإن كان قد طلب
وجدد الاسلام .
(الفتاوى الخيرية ص والهداة)

کے باوجود قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس
مسئلہ کے دلائل "الصارم المسلول" میں
دیکھے جاسکتے ہیں۔ "الاشباہ" میں صراحت
ہے کہ ہر کافر کی توبہ دنیا و آخرت میں
قبول ہو جاتی ہے سوائے چند لوگوں
کے، اللہ کے نبی کو گالی دے کر یا
شیخین یا اُن میں سے کسی کو گالی دے
کر کافر ہو جانے اور جادو اور
زندقہ کے ساتھ کافر ہو جانے والا۔
بہر حال مسئلہ طے شدہ اور مشہور ہے
اس لئے تفصیل کی بھی حاجت نہیں۔
خلاصہ یہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام
جیسے نبی جلیل کی شان میں گستاخی کرے
اس بدبخت و گستاخ کو قتل کرنا
واجب ہے چاہے وہ توبہ کر کے تجدید
اسلام ہی کیوں نہ کر چکا ہو۔"

امام قرطبیؒ مالکی اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں :-

9 قال ابن المنذر أجمع عامة
أهل العلم على أن من سب
النبي صلى الله عليه وسلم
عليه القتل وممن قال
ذلك مالك والليث وأحمد

"ابن المنذر کا کہنا ہے کہ عام اہل علم کا
اجماع اس بات پر ہے کہ جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو برا کہے اس کا قتل واجب
ہے، امام مالکؒ، لیثؒ احمد بن حنبل اور
اسحاق کا یہی قول ہے اور یہی امام

واسحاق وهو مذهب
الشافعي وقد حكى عن
النعمان انه قال لا
يقتل من سب النبي صلى الله
عليه وسلم من اهل الذمة
على ما يأتي -

وروي أن رجلا قال في
مجلس علي ما قتل كعب
بن الاشرف إلا غدرا فأمر
علي بضرب عنقه وقاله
آخر في مجلس معاوية
فقام محمد بن مسلمة
فقال أيقال هذا في
مجلسك وتسكت والله لا
أساكنك تحت سقف أبدا
ولئن خلوت به لاقتلنه
قال علماءنا هذا يقتل و
لا يستتاب إن نسب الغدر
للنبي صلى الله عليه وسلم
وهو الذي فهمه علي
ومحمد بن مسلمة
رضوان الله عليهما من

شافعیؒ کا مذہب ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ
سے مروی ہے کہ جو کافر ذمی، نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو برا کہے تو اسے قتل نہیں کیا
جائے گا (البتہ اگر مسلمان ایسا کرے تو
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی بوجہ ارتداد
اس کا قتل واجب ہے۔)

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ
کی مجلس میں کہا کہ کعب بن الاشرف کو
بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا، حضرت علیؓ نے
حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن مار دی جائے
(کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ
نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذارسانی
کی وجہ سے مباح الدم بن گیا تھا) اسی
طرح اسی قسم کا جملہ ایک اور شخص
(ابن یامین) نے منہ سے نکالا تو (کعب
بن الاشرف کو مارنے والے) حضرت محمد
بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہؓ
سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا
رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم
اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے
نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو
اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے

قائل ذلك لان
ذالك زندقة۔
(ص۳۳ ج ۸)

شخص سے توبہ کے لئے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے جسے حضرت علیؓ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے سمجھی اس لئے کہ یہ تو زندقہ ہے۔

۲ وایضاً قال:
واختلفوا اذا سبه ثم
أسلم تقية من القتل
فقيل يسقط اسلامه
قتله وهو المشهور من
المذهب لان الاسلام
يجب ما قبله بخلاف
المسلم اذا سبه ثم
تاب قال الله تعالى:
قل للذين كفروا ان
ينتهوا يغفر لهم
ما قد سلف وقيل لا يسقط
الاسلام قتله لأنه
حق للنبي صلى الله عليه
وسلم وجب لانتهاك
حرمته وقصده الحاق
النقيصة والمعرة به

علامہ قرطبی مزید فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی کافر گستاخی کرے اور پھر جان بچانے کے لئے اسلام لے آئے تو اُس کا اسلام اس کے قتل کو معاف کر دے گا۔ مشہور یہی ہے کیونکہ اسلام پہلے تمام جرائم کو ختم کر دیتا ہے، بخلاف مسلمان کے کہ اگر وہ گالی دے کر پھر توبہ کرے (تو قتل معاف نہ ہوگا) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

"آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں گے تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے" اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسلام (کافر ساب کے) قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ اس لئے یہ قتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی وجہ سے واجب ہو چکا ہے کیونکہ اُس نے آپ

فلم یکن رجوعه الی الاسلام بالذی یسقط قتله ولا یکون احسن حالا من المسلم۔ (صدا ج ۸) | کی بے عزتی کی تھی اور آپ پر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا تھا اس لئے اسلام لانے کی وجہ سے اس کا قتل معاف نہ ہو گا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہو گا بلکہ بدگوئی کی وجہ سے باوجود توبہ کے دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔"

قیاس شرعی اور عقلی وجوہات

قیاس محض عقلی بات کو نہیں کہتے یہ تو معنی لوگوں نے غلط کر رکھے ہیں۔ اصل میں اشتراکِ علت سے اشتراکِ حکم کو شرعاً قیاس کہتے ہیں۔ اگر علت نص شرعی میں مذکور ہو یا بالکل بدیہی ہو جسے ہر شخص محسوس کر سکتا ہے تو وہ قیاس قطعی و یقینی ہوتا ہے اس کا انکار حرام ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اُف کہنا یا اونچی آواز سے بات کر کے جھڑکنا حرام فرمایا ہے تو اس کی علت بالکل ظاہر اور ہر شخص کی سمجھ کی ہے۔ لہٰذا یقینی ہے یعنی اذیت تو جہاں جہاں یہ علت پائی جاتی ہے وہ سب کام انہی آیات سے حرام قرار پاتے ہیں۔ مثلاً جوتے مارنا، ڈنڈے مارنا، کسی طرح سے ذلیل کرنا، طعن کرنا، گالی دینا سب انہی آیات سے یقیناً حرام ہیں اور ہر مسلمان اسے جانتا ہے، ہاں علت نص قطعی میں نہ ہو یا بالکل ظاہر نہ ہو تو اجتہادی ہو گی اور اس قیاس کا حکم ظنی ہو گا۔

اول تو ماں باپ ایک جسمانی ہیں ایک روحانی اور روح جسم سے افضل ہے، تو روحانی ماں باپ جسمانی سے افضل ہوئے اس لئے وہ تمام احکام ان کے لئے

بھی ہوں گے جو ماں باپ کے لئے حرام وہ ان کے لئے بھی حرام۔

دوسرے اگرچہ ماں باپ بڑے محسن ہیں، پیدائش و تربیت سب انہی کی بدولت ہے مگر تمام انبیاء کرام ان سے زیادہ محسن ہیں کہ ابدی جہنم سے بچا بچا کر ابدی بہشتوں میں پہنچانے کا سامان کرتے ہیں۔ جیسے ماں باپ کو گالیاں دینا حرام ہیں سخت ترین خطرناک جرم ہیں ایسے ہی انبیاء اور اُن کے جانشین کو۔

تیسرے تمام دُنیا احسان کے لئے آفاقی اور جس پر احسان ہو اس کے لئے غلامی کے قائل ہیں۔ الانسان عبد الاحسان (انسان احسان کا غلام ہوتا ہے) اسی لئے عرف عام میں محسن کے خلاف کہنے کو نمک حرام کا لقب دیا گیا ہے اس لئے ایسا شخص جو ایسے بڑے محسنوں کو گالیاں دے سب کے نزدیک سب سے بڑا نمک حرام سب سے بڑی سزا کا مستحق ہے۔

چوتھے سب جانتے ہیں کہ انبیاء کرام اللہ تعالے کے انتخاب کئے ہوئے سب سے بڑے بزرگ ہیں، ان کی فرماں برداری فرض، ان کے احکام پہنچانے اور جاری کرنے والوں کی فرمانبرداری ضروری۔ بجائے فرمانبرداری کے گالیاں دینا اور بُرا کہنا اور خدائی احترامات کو پامال کرنا انتہائی جرم ہے۔

پانچویں ہر شخص یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالے کے بعد سب سے بزرگ حضرات انبیاء ہیں (صلی اللہ علیہم وسلم) اور ان کے بعد اُن کے احباب، ان کو بجائے عزت دینے کے، گالیوں بُرائیوں سے ذلت دینے والا سب سے زیادہ سزا کا ہی مستحق ہے۔

چھٹے ہر شخص جانتا ہے کہ معمولی آدمی کی ہتک عزت بڑا جُرم ہے اور ہر حکومت میں یہ جُرم قابل سزا ہوتا ہے اور جب ہتک عزت انتہائی معززین کی ہو تو انتہائی سزا اُن کا مستحق ہوتا ہے۔

ساتویں۔ سب سے ایک سوال :۔ اسرائیل ہو یا ساری دُنیا مشرق و مغرب

شمال جنوب کی کوئی مملکت یا اقوام متحدہ یا کوئی ادارہ جس میں انسانیت کی کوئی رمق باقی ہو بلکہ دُنیا بھر کے ہر ہر فرد سے یہ سوال ہے کہ اگر کوئی سلمان رشدی جیسا آپ کے نبیوں، مقتداؤں، دین کے ستونوں اور اُن کے اہل خانہ کا نام لے لے کر یہ انتہائی گندی، فحش بہتان محض گالیوں کی بوچھاڑ کرتا اور آپ کو اس پر طاقت وقدرت حاصل ہوتی تو آپ کو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے ؟ اگر یہ انسانیت کی رمق کسی طرح اپنے لئے ایک سیکنڈ کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تو اس وقت وہ انسانیت کہاں غائب ہو گئی ؟ آخر آپ سب لوگ کس خوابِ غفلت میں ہیں؟ کیا یہی سبق آپ کے بدکردار نہیں دُہرائیں گے۔ کیا اس وقت آپ خود آگ بگولہ نہ ہو جائیں گے ؟

یہ خبیث حملہ اوّلین حملہ ہے۔ اس کے مثل حملوں کا جب تانتا بندھے گا تو دُنیا کا کوئی ایسا فرد نہیں کہ اس کا کوئی نہ کوئی مخالف نہ ہو یا کسی ایسے کام کے لئے کسی کو کھڑا نہ کر سکے۔

اگر اس وقت اس کو برداشت کر لیا سمجھ لیجئے کہ ہمیشہ کے لئے آپ نے اپنے اور سب کے لئے یہ بیج کاشت کر لیا۔

اور

یہ بھی یاد رکھئے کہ اوّل اوّل میں روکنا سہل ہوتا ہے جب طوفان حد سے گزر جاتا ہے تو وہ کسی کے قابو کا نہیں رہتا۔ آج ایک کے لئے تو کل دوسرے، پرسوں تیسرے کے لئے۔ خدا ہوش سے سب لوگ کام لیں ورنہ پھر ساری دُنیا درہم برہم ہو کر رہے گی۔

٭

عبارات الفقہاء والائمہ

(ائمہ کرام کے چند اقوال)

جلیل القدر علماء وفقہاء میں سے دس کے اقوال

۱۔ وفی تنقیح الفتاوی الحامدیة :- ولیس سبه صلی الله علیه وسلم کالارتداد المقبول فیه التوبة لان الارتداد معنی ینفرد به المرتد لاحق فیه لغیره من الآدمیین فقبلت توبته ومن سب النبی صلی الله علیه وسلم تعلق به حق الآدمی ولا یسقط بالتوبة کسائر حقوق الآدمیین فمن سب النبی صلی الله علیه وسلم او احدًا من

علامہ آفندیؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :- "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنا عام ارتداد کی طرح نہیں کیونکہ عام ارتداد میں مرتد تنہا اپنا مجرم ہوتا ہے۔ انسانوں میں سے کسی کا حق متعلق نہیں ہوتا اس لئے اس کی اپنی توبہ مقبول ہے۔ اس کے برخلاف جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اس کے ساتھ ایک انسان (وہ بھی انسان کامل) کا حق متعلق ہو گیا جو صرف توبہ سے ساقط نہ ہو گا۔ جیسے تمام حقوق العباد کا یہی حال ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو بُرا کہا تو وہ کافر ہے اور

الانبیاء صلوات اللہ علیہم وسلامہ فانہ یکفر ویجب قتلہ ثم ان ثبت علی کفرہ ولم یتب ولم یسلم یقتل کفرًا بلا خلاف وإن تاب وأسلم فقد اختلف فیہ والمشہور من المذہب القتل حدًّا وقیل یقتل کفرًا فی الصورتین۔

(تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ص)

واجب القتل ہے۔ اس کے بعد اگر وہ کفر پر باقی رہا اور توبہ کر کے اسلام قبول نہ کیا تو اُسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اور اگر اُس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تو اس میں علماء کا اختلاف ہے اور مشہور مذہب یہ ہے کہ اُسے (بطور سزا) حدًّا قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔"

۲ وفی شرح الفقہ الاکبر لملّا علی القاریؒ :-

ثم اعلم أن المرتد یعرض علیہ الاسلام علی سبیل الندب دون الوجوب لأن الدعوۃ بلغتہ وفی المبسوط وإن ارتد ثانیا وثالثا فکذلک یستتاب وھو قول اکثر أھل العلم وقال مالک واحمد رضی اللہ عنہما لا یستتاب من تکرر منہ

مُلّا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں :-

"یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ مرتد پر اسلام کا پیش کرنا واجب نہیں صرف مستحب ہے۔ کیونکہ دعوتِ اسلام اسے پہلے پہنچ چکی ہے۔ مبسوط میں ہے کہ اگر وہ دوسری تیسری بار مرتد ہوا ہے تو اسی طرح توبہ کا موقع دیا جائے گا اور اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ جس سے ارتداد بار بار سرزد ہو اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی جیسا کہ یہی

كالزنديق ولنا في الزنديق روايتان في رواية لا تقبل توبته لقول مالك رضي الله عنه وفي رواية تقبل وهو قول الشافعي رحمه الله وهذا في حق احكام الدنيا وأما فيما بينه وبين الله تعالى قبل بلا خلاف وعن ابي يوسف رحمه الله اذا تكرر منه الارتداد يقتل من غير عرض الاسلام لاستخفافه بالدين۔

وفيه أيضاً: في الخلاصة روي عن ابي يوسف انه قيل بحضرة الخليفة المامون ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب القرع فقال رجل أنا لا احبه فأمر أبو يوسف باحضار النطع والسيف فقال الرجل استغفر الله مما ذكرته ومن جميع ما يوجب الكفر

معاملہ زندیق کا ہے۔ احناف کی زندیق کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ مقبول نہیں اور ایک روایت امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ قبول ہے اور یہ سب دنیاوی احکام کے حق میں ہے باقی فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ تو بلا خلاف مقبول ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر ارتداد مکرر ہو تو بغیر اسلام پیش کئے اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اُس نے دین کا استخفاف کیا ہے۔ صـ۱۳۲

بحر خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کا واقعہ نقل کیا گیا کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون کے سامنے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے۔ ایک آدمی فوراً بولا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ نے حکم دیا کہ تلوار اور چمڑا لایا جائے (جو قتل کے لئے منگوایا جاتا ہے) اس آدمی نے کہا میں نے جو کچھ ذکر کیا اس سے اور تمام موجبات کفر سے استغفار کرتا ہوں: اشھد ان لا الہ الا اللہ و

اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد ان محمدا عبده و
رسوله فتركه ولم يقتل ۔
وحكي ان في زمن الخليفة
المامون سئل واحد عمن قتل
حائكا فاجاب فقال يلزمه
غضارة غراء اي جارية
شابة رعناء فسمع المامون
ذلك وامر بضرب عنق
المجيب حتى مات وقال
هذا استهزاء بحكم الشرع
والاستهزاء بحكم من
احكام الشرع كفر ۔
وحكي ان الامير
الكبير تيمور تات يوم
مل وانقبض ولم يجب
احدا فيما سئل فدخل
مضحكه فاخذ يقول
مضاحكه فقال دخل علي
قاضي بلدة كذا واخذه في
شهر رمضان فقال يا حاكم
الشرع فلان اكل صوم رمضان

اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ امام ابو یوسف
نے اسے چھوڑ دیا اور قتل نہیں کیا۔ اسی
قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ مامون
کے زمانے میں ایک شخص سے پوچھا گیا
کہ اگر کسی نے جولاہے کو قتل کیا تو کیا حکم
ہے۔ جواب دینے والے نے (قتل کے
حکم شرعی کا) مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ
ایک خوبصورت، تر و تازہ باندی دینی ہوگی۔
مامون نے یہ جواب سنا تو جواب دینے
والے شخص کی گردن اڑانے کا حکم دیا
جس پر عمل کیا گیا اور کہا کہ یہ شریعت کے
احکام کا استہزا ہے اور شریعت کے کسی
بھی حکم کا مذاق اڑانا کفر ہے۔
اسی طرح منقول ہے کہ امیر تیمور ایک
روز اداس اور دل گرفتہ تھا کسی کے
سوال کا جواب نہ دیتا تھا اس کے
مصاحب مسخرے اس کے پاس آئے ایک
مسخرہ تیمور کو منانے کے لئے کہنے لگا کہ وہ
فلاں شہر میں فلاں قاضی کے پاس گیا
اور جا کر کہا اے قاضی شرع فلاں آدمی
نے رمضان کا روزہ کھا لیا ہے جس کے
گواہ میرے پاس موجود ہیں۔ وہ قاضی

وفي بيها شهود فقال ذلك القاضي ليت آخر تاكل الصلوة نتخلص منها ليضحك الأمير فتان الأمير أما وجد تم تضحيكا سوى امر الدين فأمر بضربه حتى اثخنه۔

فرحم الله من عظّم الدين الإسلام۔ (شرح الفقه الاكبر للقاريؒ ص۲۳۱ تا ص۲۳۲)

کہنے لگا کاش ایک اور نماز کو کہا جائے تو ہم دونوں جبا دنوں سے چھوٹ جائیں۔ مسخرے نے یہ لطیفہ سنایا تو تیمور نے حکم دیا کہ اس مسخرہ کو اتنا مارو کہ خون نکل آئے اور پھر کہا تمہیں دینی حکم کے سوا مذاق کے لئے کوئی اور چیز نظر نہ آئی؟

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہر اُس شخص پر جو دین اسلام کی تعظیم کا فریضہ انجام دے۔"

۲۷ وفي روح المعاني علامه الآلوسي رح تحت قوله تعالى :-

وَاِنْ نَّكَثُوا اَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۔ (الآية)

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں آیت "وان نکثوا ایمانهم" کے تحت لکھتے ہیں :-

(ترجمۂ آیت) "اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب لگادیں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے سرداروں سے۔"

قال الآلوسي :

ومن ذلك الطعن في القرآن وذكر النبي صلى الله عليه وسلم وحاشاه بسوء فيقتل الذمي به عند جمع

علامہ آلوسی فرماتے ہیں :

اس میں قرآن پر طعنہ لگانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا صفات میں برائی کے ساتھ ذکر کرنا بھی داخل ہے، تو علماء کی ایک جماعت کے نزدیک ذمی کافر

مستدلين بالآية سواء شرط انتقاض العهد به أم لا و ممن قال بقتله (إذا أظهر الشتم والعياذ بالله) مالك والشافعي وهو قول الليث وأفتى به ابن الهمام -

(روح المعاني ص... ج ۸)

کو (بھی) اس کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا۔ وہ حضرات اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ چاہے اس ذمی کے ساتھ بدگوئی کو معاہدہ میں شرط قرار دیا گیا ہو یا نہ، اور جو علماء ایسے کافر ذمی کے قتل کے قائل ہیں اُن میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ شامل ہیں۔ یہی لیث کا قول ہے اور ابن الہمام نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔"

۲۷ وفي حاشية الشرنبلالية على درر الحكام: تنبيه: محل قبول توبة المرتد ما لم تكن ردته بسب النبي عليه السلام أو بغضه كما قدمه المصنف فإن كان به قتل حدا ولا تقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات فإن الإنكار فيها توبة لكنه يجدد نكاحه إن شهد عليه مع إنكار -

(ص۳۰۱)

درر الحکام کی شرح حاشیہ شرنبلالیہ میں ہے:۔

" کہ مرتد کی توبہ قبول ہونے کا محل اس وقت ہے جبکہ ارتداد نبی علیہ السلام کی بدگوئی اور بغض پر مبنی نہ ہو جیسا کہ مصنف پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر ارتداد ایسا ہو تو پھر اس کی سزا قتل ہے اور توبہ قبول نہیں (یعنی دنیاوی احکام میں) برابر ہے کہ وہ خود تائب ہو کر آیا ہو یا اسکے خلاف گواہی سے جرم ثابت ہوا ہو۔ بخلاف دوسرے موجبات کفر کے کہ ان میں انکار کر دینا ہی توبہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہاں بھی اگر گواہ موجود ہوں تو انکار کے باوجود نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے۔"

۵ وفي عالمگيرية أنه سئل جعفر عمن ينسب الى الانبياء الفواحش وعزمه إلى الزنا ونحوه الذي يقوله الحشوية في يوسف عليه السلام قال يكفر لأنه شتم لهم واستخفاف بهم۔

عالمگیری میں ہے کہ جعفرؒ سے پوچھا گیا کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی طرف فواحش کی نسبت کرے اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا، کافر ہوگا کیونکہ ایسا کہنا ان کو گالی دینا اور ان کو ہلکا سمجھنا ہے۔"

(فتاوی عالمگیری صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

۷ وفي الشرح الكبير على المغني الجزء العاشر ص ۲۵ ومن سب الله تعالى أو رسوله كفر سواء كان جاداً أو مازحاً وكذلك من استهزاء بالله سبحانه وتعالى أو بآياته أو برسله أو كتبه لقوله تعالى ولئن سألتهم ليقولن إنما كنا نخوض ونلعب قل أبالله وآياته ورسوله كنتم تستهزؤون لا تعتذروا قد كفرتم بعد إيمانكم" وينبغي أن لا يكتفي من الهازي بذلك بمجرد الإسلام حتى يؤدب

جو اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول کو بُرا کہے گا کافر ہو جائے گا چاہے سنجیدہ ہو اور چاہے مذاق کر رہا ہو۔ اسی طرح جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یا اس کی آیات یا اس کے پیغمبروں یا اُس کی نازل کردہ کتابوں کا استہزاء کرے گا وہ بھی دونوں صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کیساتھ اور اُس کی آیتوں کیساتھ اور اسکے رسول کیساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کہہ کر کفر کرنے لگے۔" اور مناسب ہے کہ استہزاء کرنے والے کے صرف توبہ کرنے اور اسلام لانے پر اکتفاء نہ

أو ما يزجره عن ذلك لأنه
إذا لم يكتف مقتضى
سب رسول الله صلى الله
عليه وسلم بالتوبة فهذا
أولى ۔
(شرح المغني ص ج ۳)

مک وقال العلامة الدردير في
الشرح الصغير :۔
على أقرب المسالك إلى
مذهب الإمام مالك
ما نصّه كالساب لنبي مجمع
عليه فيقتل بدون استتابة
ولا تقبل توبته ثم إن
تاب قتل حدًّا ولا يعذر
الساب بجهل لأنه لا يعذر
أحد في الكفر بجهل أو سكر
حرامًا أو تهوّر كثرة
الكلام بدون ضبط، ولا
يقبل منه سبق اللسان
أو غيظ فلا يعذر إذا
سب حال الغيظ بل يقتل
أو بقوله أردت كذا

کیا جائے بلکہ اس کی ایسی تادیب کی
جائے جو اس کام سے اسے (ہمیشہ کے لئے)
روک دے۔ کیونکہ جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بُرا کہے اُس کی توبہ پر اکتفا
نہیں کیا جاتا تو اس کا معاملہ بطریق اولیٰ
ایسا ہو گا"۔

علامہ دردیر مالکیؒ شرح صغیر میں
فرماتے ہیں :۔
"کسی متفق علیہ نبی کو گالی دینے والا قتل کر
دیا جائے گا، نہ اُس سے توبہ طلب کی
جائے گی اور نہ اُس کی توبہ مقبول ہے۔
اگر وہ توبہ بھی کرلے تب بھی اسے بطورِ
سزا قتل کیا جائے گا۔ یہ بُرا کہنے والا
نہ جہالت کی وجہ سے معذور ہو گا کیونکہ
کفر میں جہل کوئی عذر نہیں نہ یہ نشہ
کی وجہ سے معذور ہو گا بشرطیکہ وہ نشہ
حرام ہو نہ لاپرواہی کی وجہ سے معذور
ہو گا کہ بلا سوچے سمجھے کثرتِ کلام کی
وجہ سے اس میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اسی
طرح سبقتِ لسانی کا عذر بھی قبول نہیں
کیا جائے گا نہ غصہ کی وجہ سے معذور
ہو گا، بلکہ اگر شدید غصہ میں گالی دے

زعم أنه إذا قيل له
بحق رسول الله فلعن ثم
قال أردت العقرب
أي لأنها مرسلة لمن
تلدغه فلا يقبل منه و
يقتل إلا أن يسلم الساب
الكافر الأصلي فلا يقتل
لأن الإسلام يجب ما
قبله أما الساب المسلم
إذا ارتد بغير السب ثم
أسلم فلا يسقط قتله
وسب الله كذلك أي
كسب النبي يقتل الكافر
ما لم يسلم وفي استتابة
المسلم خلاف هل
يستتاب فإن تاب
ترك وإلا قتل أو يقتل
ولو تاب والراجح
الأول ۔

(الشرح الصغير
صـ ۴۳۲، منه ج ۴)

تب بھی قتل کیا جائے گا۔ یا تاویل کرکے
یہ کہے کہ میری مراد تو کچھ اور تھی جیسے کسی کے
سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق
کا ذکر کیا گیا اُس نے لعنت کی اور پھر
کہنے لگا میں نے تو بچھو پر لعنت کی تھی،
کیونکہ اسے بھی کاٹنے کے لئے اللہ تعالےٰ
نے بھیجا ہے۔ ان سب صورتوں میں توبہ
قبول نہیں اور قتل لازمی ہے۔ ہاں اگر
بُرا کہنے والا کافر اصلی تھا پھر مسلمان
ہوگیا تو قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ اسلام
پرانے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
باقی رہا وہ شخص جو بدگو مسلمان تھا پھر
کسی اور وجہ سے مرتد ہوگیا اور پھر
اسلام لے آیا تو اس کا قتل ساقط نہ
ہوگا۔ اور یہی حکم ہے اللہ تعالےٰ کو
بُرا کہنے والے کا کہ یہ اگر مسلمان نہ ہو
تو قتل کردیا جائے گا۔ البتہ اگر
مسلمان ایسی حرکت کرے تو اس سے توبہ کرانے
میں اختلاف ہے کہ کیا توبہ کرلے تو توبہ قبول
کرنے کے بعد قتل معاف کردیا جائے گا یا
توبہ کے باوجود قتل کردیا جائے گا۔ اس
صورت میں راجح قول پہلا ہے۔"

۷۵ وقال ابن تيمية :

إذا ثبت ذلك فنقول هذه
الجناية جناية السب
موجبها القتل، لما تقدم
من قوله صلى الله عليه وسلم:
من لكعب بن الأشرف
فإنه قد آذى الله ورسوله
فعلم أن من آذى الله و
رسوله كان حقه أن يقتل
ولما تقدم من أنه
أهدر النبي صلى الله عليه
وسلم دم المرأة السابة
مع أنها لا تقتل لمجرد
نقض العهد ولما تقدم من
أمره صلى الله عليه وسلم
قتل من كان يسبه مع
إمساكه عمن هو بمنزلته
في الدين وندبه الناس
في ذلك والثناء على من
سارع في ذلك ولما
تقدم من الحديث المرفوع
ومن أقوال الصحابة أن

اسی طرح ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں :-

"جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اب ہم
کہتے ہیں کہ اس جرم بدگوئی کی سزا صرف
قتل ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا "کون کعب بن الاشرف کو
قتل کرے گا کہ اس نے اللہ اور اس
کے رسولؐ کو اذیتیں دی ہیں" اس سے
معلوم ہوا کہ جو اللہ اور رسولؐ کو اذیت
پہنچائے گا اس کا قتل ہی برحق ہے،
اور یہ واقعہ بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگوئی کرنے
والی عورت کے قتل کو بلا خون قرار دیا
تھا حالانکہ صرف نقض عہد کی وجہ سے
عورت کو قتل نہیں کیا جاتا اور یہ بھی
گزر چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بدگوئی کرنے والوں کو قتل کرنے کا
حکم ہی نہیں دیا (حالانکہ انہی کے
دوسرے ہم مذہب ذمی لوگوں سے آپ
نے اپنا ہاتھ روکے رکھا) بلکہ لوگوں کو
اس پر آمادہ کیا، اور اس کام میں پھرتی
کرنے والوں کی آپ نے تعریف فرمائی
اور پیچھے حدیث مرفوع اور اقوال صحابہؓ

من سب نبيا قتل و من سب غير نبي جلد۔ (الصارم ص۲۹۲)

گزر چکے ہیں کہ جو کسی نبی کو برا کہے اُسے قتل کر دیا جائے اور کسی غیر نبی کو برا کہے اُسے کوڑے لگائے جائیں"۔

۹ وفی الشرح علی المغنی :-

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ اپنی مشہور کتاب شرح المغنی میں لکھتے ہیں :-

تحت مسئلہ وھل تقبل توبۃ الزندیق ومن تکررت ردتہ او من سب اللہ تعالی أو رسولہ أو الساحر علی روایتین احداھما لا تقبل توبتہ ویقتل بکل حال والأخری ما تقبل توبتہ کغیرہ۔ مفھوم کلام الشیخ رحمہ اللہ أن المرتد اذا تاب تقبل توبتہ ای کافر کان؟ ھو ظاھر کلام الخرقی سواء کان زندیقا أو لم یکن وھذا مذھب الشافعی والعنبری ویروی عن علی وابن مسعود وھو احدی

رہ باقی رہا یہ مسئلہ کہ زندیق اور وہ شخص جو بار بار مرتد ہو اور وہ شخص جو اللہ رسول کو گالی دے نیز جادوگر کی توبہ قبول ہے یا نہیں ؟ اس میں دو روایتیں ہیں، پہلی یہ کہ توبہ قبول نہیں اور بہر حال میں اُسے قتل کیا جائے گا اور دوسری یہ کہ عام مرتد کی طرح توبہ کر لیں تو توبہ قبول کر لی جائے گی۔ مصنف کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ مرتد اگر توبہ کر لے تو ایک روایت کے مطابق اس کی توبہ قبول ہو گی چاہے جیسا بھی کافر ہو اور علامہ خرقی کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چاہے زندیق ہو یا نہ ہو یہی امام شافعیؒ اور عنبری کا مذہب ہے اور حضرت علیؓ و حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور یہی امام احمدؒ سے ایک روایت ہے جس کو

الروايتين عن احمد واختيار
أبي بكر الخلال وقال إنه
أولى على مذهب أبي عبدالله.
والرواية الأخرى لا تقبل
توبة الزنديق ومن
تكررت ردته وهو قول
مالك والليث وإسحاق و
عن أبي حنيفة روايتان.
واختيار أبي بكر أنها لا تقبل
لقول الله تعالى "إلا الذين
تابوا وأصلحوا وبينوا"
والزنديق لا يظهر منه ما
يتبين به رجوعه وتوبته
لأنه كان مظهرًا للإسلام
مسرًّا للكفر فإذا أظهر
التوبة لم يزد على ما كان
منه قبلها وهو إظهار
الإسلام وأما من تكررت
ردته فقد قال الله تعالى:
"إن الذين آمنوا ثم كفروا
ثم آمنوا ثم كفروا
ثم ازدادوا كفرا لم

ابوبکر خلال نے اختیار کیا ہے۔ اور اسے
ہی امام احمد بن حنبل کا مذہب قرار
دیا ہے۔
دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی توبہ
قبول نہیں۔ نیز اس کی جو بار بار مرتد ہو
یہی امام مالکؒ، لیثؒ اور اسحاقؒ کا
مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے اس
سلسلہ میں دونوں روایتیں ہیں۔
ابوبکر کی ترجیح کے مطابق ایسے شخص
کی توبہ مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
کا قول ہے "مگر (لعنت سے وہ مستثنیٰ
ہیں) جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر
دیں اور ظاہر کر دیں"۔ اور زندیق سے
ایسی چیز ظاہر ہی نہیں ہوتی جو اس کے
رجوع اور توبہ کو واضح کر سکے۔ کیونکہ وہ
تو پہلے سے اسلام ظاہر کرتا تھا اور کفر
کو چھپاتا تھا۔ اب جب اس نے توبہ
ظاہر کی تو پہلے سے زائد کوئی نئی بات
ظاہر نہیں ہوئی اور وہ اس کا اظہار
اسلام ہے (جس کی حقیقت ظاہر ہو
چکی ہے) رہا وہ شخص جس کا ارتداد بار
بار ہو تو اللہ تعالےٰ کا ارشاد واضح

يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم سبيلا۔

(شرح المغنی ص۸۹ ج۱)

ہے کہ" بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے، پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ تعالےٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے"

۱۰ وقال الصاوی فی حاشیته علی الشرح الصغیر قوله: کالساب لنبی، السب من الشتم وکل کلام قبیح، حینئذٍ فالقذف والاستخفاف بحقه أو إلحاق النقص له داخل فی السب ويحل قتل الساب إن کان مکلفا۔ قوله فلا يعذر إذا سب حال الغيظ ومن هٰهنا حرم علی من يقول لمن قام به غيظ صل علی النبی قوله أما لساب المسلم الأوضح فی العبارة ان يقول أما

اسی سابقہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے امام صاوی مالکی اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ جو نبی کو "سب" کرنے والے کا حکم بیان کیا جا رہا ہے اس میں سب کا لفظ گالی کو بھی شامل ہے اور ہر بُرے کلام کو بھی۔ تو اب آپ پر تہمت آپ کی شان کو ہلکا سمجھنا، آپ پر عیب لگانا، یہ ساری صورتیں "سب" کے لفظ میں داخل ہیں۔ اور ساب کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ مکلف (عاقل بالغ ہو) تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ متن میں جو یہ فرمایا گیا کہ غصہ میں گالی دینا عذر نہیں اس سے مسئلہ معلوم ہو گیا کہ غصہ کی حالت میں کسی کو درود پڑھنے کے لئے کہنا بھی جائز نہیں (کہ کہیں وہ غصہ میں کچھ اور نہ بک دے) متن میں مسلمان بدگو کی عبارت کا مطلب

المسلم اذا ارتد لغير السب
ثم سب زمن الردة ثم
اسلم فلا يسقط قتل
السب ۔ قوله والراجح
الاول أي قبول توبته
كما هو مذهب الشافعي
حتى في سب الانبياء
والملائكة، والفرق بين
سب الله فيقبل وبين
سب الانبياء والملائكة ۔
لا يقبل أن الله لما
كان منزها عن النقص
له عقلا قبل من العبد
التوبة بخلاف خواص
عباده فاستحالة
النقص عليهم من
اخبار الله لا من
ذواتهم فيشدد ۔
(الشرح الصغير
ص۴۳۲، ص۴۳۳ ج ۴)

یہ ہے کہ مسلمان اگر کسی اور وجہ سے مرتد
ہو گیا۔ حالتِ ارتداد میں بدگوئی کی پھر
اسلام لے آیا تو بھی بدگوئی کی سزا قتل
معاف نہ ہوگی۔ متن میں جو یہ فرمایا گیا
کہ راجح پہلا قول ہے اس کا مطلب یہ
ہے کہ اللہ تعالےٰ کی شان میں گستاخی
کرنے والے کی توبہ قبول ہو جائے گی جیسا
کہ انبیاء اور ملائکہ کی شان میں گستاخی
کرنے والے کے بارے میں بھی امام شافعیؒ
کا یہی مذہب ہے ۔
لیکن ہمارے مذہب میں جو یہ فرق
ہے کہ سابّ اللہ کی توبہ قبول ہے
اور سابّ الانبیاء کی توبہ قبول نہیں اس
کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تو عقلاً
عیب سے پاک ہے اس لئے توبہ
قبول ہو جائے گی۔ باقی اللہ تعالےٰ
کے نیک بندے تو ان کا عیب سے
پاک صاف ہونا اللہ تعالےٰ کے
بتلانے سے ہوا ہے ان کی اپنی ذات
کی وجہ سے نہیں۔ اس لئے اس بارے
میں سختی کی جائے گی اور توبہ قبول نہ ہو گی ۔"

قتل مرتد کے طریقہ پر

فقہ حنفی کی تین عبارات

۱ قال صاحب الدر فی بحث المرتد:
فإن اسلم فبها وإلا قتل وقال الشامی قوله وإلا قتل أی ولو عبدا فیقتل وإن تضمن قتله إبطال حق المولی وهذا بالإجماع لإطلاق الأدلة فتح قال فی المنح وأطلق فشمل الإمام وغیره لکن إن قتله غیره أو قطع عضوا منه بلا اذن الإمام ادبه الإمام۔

(شامی ۲۲۷ ج ۴)

علامہ شامی مرتد کی بحث میں لکھتے ہیں کہ:-
"متن میں مرتد کے قتل کے واجب ہونے کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جو امام (حاکم وقت) اور غیر امام (غیر حاکم) دونوں کو شامل ہے۔ لیکن حاکم وقت کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص حاکم کی اجازت کے بغیر مرتد کو قتل کرے گا یا اس کے کسی عضو کو کاٹ دے گا (تو اُسے قتل یا قطع کی سزا تو نہ ملے گی لیکن) امام اس کو تادیب کرے گا (کیونکہ یہ سزا جاری کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے)۔"

۲ فی العالمگیریة فی احکام المرتدین:
فإن قتله قاتل قبل عرض

فتاوی عالمگیری میں مرتدین کے احکام ذکر کرتے ہوئے کہا گیا:
"اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے

الاسلام علیه أو قطع عضوًا منه کره ذلك کراهة تنزیها هکذا فی فتح القدیر فلا ضمان علیه لکنه اذا فعل بغیر اذن الامام ادب علی ما صنع کذا فی غایة البیان - (فتاویٰ عالمگیریہ ص۲۵۴)

کوئی قاتل اُسے قتل کر دے یا اُس کے کسی عضو کو کاٹ دے تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بحوالہ فتح القدیر) اور اس پر ضمان واجب نہ ہوگا لیکن اگر امام کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو اُسے تادیب کی جائے گی (کہ حکومت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں کیوں لئے!)

۴ وقال ابن الهمام :

فتح القدیر شرح ہدایہ میں علامہ ابن الہمام نے فرمایا :-

فی الهدایة فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام علیه کره ولا شیٔ علی القاتل ومعنی الکراهیة ههنا ترك المستحب وانتفاء الضمان لان الکفر مبیح للقتل والعرض بعد بلوغ الدعوة غیر واجب وقال ابن الهمام قوله فان قتله قاتل الخ لان الکفر مبیح وکل جنایة علی المرتد هدرٌ ومعنی الکراهة هنا کراهة

" کہ ہدایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے کوئی قاتل اُسے قتل کر دے تو مکروہ ہے مگر قاتل پر کچھ ضمان واجب نہ ہوگا۔ اس میں مکروہ سے مراد ترک مستحب ہے اور ضمان کا واجب نہ ہونا اس لئے ہے کہ مرتد کے کفر نے اس کے قتل کو جائز کر دیا تھا اور دعوت اسلام پہلے پہنچ چکنے کے بعد دوبارہ پہنچانا واجب نہیں ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کفر مرتد اُسے مباح الدم بنا دیتا ہے اور مرتد کے خلاف ہر جرم بلا ضمان ہے۔ اور متن میں مکروہ سے مراد مکروہ

تنزیہا وعند من یقول بوجوب المعرض کراھة تحریمہا وفی شرح الطحاوی اذا فعل ذلك أی القتل أو القطع بغیر إذن الإمام أدب۔

(فتح القدیر ص۳ ج ۵)

تنزیہی ہے ہاں جو لوگ دوبارہ عرض اسلام کے وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک مکروہ تحریمی ہوگا شرح طحاوی میں مذکور ہے کہ اگر کوئی مرتد کو بلا اذن امام، قتل کردے یا اس کا عضو قطع کر دے تو امام کی طرف سے اُسے تادیب سکھائی جائے گی "۔

معافی ایک دھوکہ ہے

بعض اخباروں میں جلی سُرخی سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ رشدی نے معافی مانگ لی اور معلوم ہوا کہ فون پر اُس نے لکھوایا کہ میں نے ایک ناول لکھا تھا، اگر کسی کو اس سے تکلیف پہنچی ہو تو میں اس سے معافی مانگتا ہوں۔

حالانکہ ناول معروف ہستیوں کے نام لے لے کر گندی خلافِ انسانیت گالیاں بکنے کا نام نہیں ہے، لیکن پھر بھی یہ معافی ایک دھوکہ ہے۔ کیونکہ معافی تو اسی سے مانگی جا سکتی ہے جس کو تکلیف یا نقصان یا بے عزتی یا بدتالی کی گئی ہو تو ان حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں، پھر کس سے معافی اور کیسی معافی ہے؟ یہ تو سب اللہ تعالیٰ کے مقربین اُس کے برگزیدہ و منتخب ہستیاں ہیں۔ ان کی شان میں معمولی گستاخی بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، عزیزوں خاندان کے لئے، اور اُن کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہی نہیں سخت تکلیف دینا ہے اور

اللہ تعالےٰ کی اذیت سے جو دُنیا و آخرت کے عذابوں، و بالوں کا حملہ اپنے اوپر اپنے حمایتیوں پر، ہمنواؤں پر بلکہ ساتھ ہی بہت سے عوام پر بھی عذاب کا مطالبہ کر لینا ہے۔ ان سے تمام باتوں کی توبہ جزئی اور دل کی گہرائی سے توبہ کی ضرورت ہے۔

ظاہر ہے کہ اوّل تو اُن سب سے معافی تک طلب نہیں کی گئی۔

دوسرے توبہ کے قاعدہ سے نہیں کی۔

تیسرے وہاں سے معافی حاصل ہی نہیں ہو سکتی تو سارے عالم کو دھوکہ دے کر اندھا بنانا ہے۔

دوسرے رشدی کے بیان ہیں" اگر" کا لفظ بتا رہا ہے کہ اب بھی اُس کے نزدیک تو کوئی بات اہانت "تذلیل و تحقیر کی واقعی نہیں ہوئی اگر کسی کو خواہ مخواہ تکلیف ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔

ذرا غور تو کیا جائے کہ توبہ خالص کی معافی اور وہ بھی صرف اس وقت کے متنبہ کرنے والوں سے اور پھر اپنی نظر میں غیر واقعی بات کہ" اگر" ہو تو، یہ کیا معافی مانگنا ہے؟ یہ تمام دُنیا کو دھوکہ دینے کے سوا اور کیا ہے؟ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا وہ دل کا حال خوب جانتے ہیں۔

دُنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کو جو اس سخت اضطراب کی آگ میں بھُن رہے ہیں اور تڑپ تڑپ جا رہے ہیں۔ کیا اس دھوکہ سے کوئی سکون ہو سکتا ہے؟ وہ تو اس لفظ معافی کو تیر و تفنگ سے زیادہ ہلکی اور جلتی آگ پر تیل نہیں بلکہ پیٹرول چھڑکنا سمجھتے ہیں۔ اور رشدی کے چند حامی لوگ ہاں میں ہاں ملانے والے اس پر کچھ کہہ اُٹھیں تو کیا ان اربوں کے دل کی بھڑاس دھیمی ہو سکتی ہے؟ اگر واقعی جن کی اس قدر گندی توہین و تذلیل کی گئی ہے ان کو اور ان کے محبوبوں تمام انبیاء و رسل تمام متقی لوگ، تمام شرافت رکھنے والے، تمام انسانیت کے پتلے اس سے چین پا سکتے ہیں اور کیا وہ عذابات الٰہی جو ایسے عرش ہلا دینے والے

گناہوں پر بے قرار ہو کر برس پڑتے ہیں۔ اس سے ان کی کوئی رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

احکامِ الٰہی، ارشاداتِ نبوی، اجماعِ امّت، قیاسِ شرعی، عقلِ سلیم اور ہتکِ عزت کا قانون تمام دنیا کی قوموں اور ملکوں میں دیکھ چکے ہیں تو اس کے سوا کیا چارۂ کار ممکن ہے کہ رشدی کے اپنے وجود سے زمین و آسمان کو پاک کرا دیا جائے یہی اصل توبہ ہے۔

سنا ہوگا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں ایک صاحب سے زنا صادر ہو گیا تھا، ان کو سب انجام نظر آتے تھے اس کے باوجود خود حاضر ہوئے اور سزائے اسلامی رجم سے فنا کے گھاٹ اتر گئے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ان کی توبہ وہ توبہ ہے کہ سارے مدینہ والوں پر تقسیم ہو جائے تو سب کی نجات کو کافی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ ایسی ہی توبہ نصیب ہو جائے۔

خلاصہ

۱۔ اب تک قرآن حکیم کی آیاتِ طیّبات، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث پاک، اجماعِ امّت کے حوالوں اور جلیل القدر ائمہ فقہاء کے حوالے سے جو تحقیق پیش کی گئی۔ اس سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں صراحتہً یا تعریضاً بدگوئی کرنے والا شخص مرتد بھی ہے اور آپ کی ذاتِ اقدس پر تہمت لگانے والا بھی ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ مرتد کی سزا قتل ہے یعنی اس کو قتل کرنا فرض ہے۔ اس میں بھی مرد مرتد کے قتل کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل کرنے کی ذمّہ داری حکومت پہ ہے وہ ہر طریقہ سے

ایسے مجرم کو نکال کر اس پر قتل کی سزا جاری کرے۔ عام آدمی کے لئے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے مرتد کو قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے نہ تاوان، کیونکہ مرتد مباح الدم (یعنی جائز القتل) ہوتا ہے۔ عام شخص کے لئے ایسا کرنا صرف خلافِ مستحب ہے جس پر حکومت کی طرف سے صرف تادیب ہوگی۔

۴۔ یہ بات بھی اچھی طرح سے ثابت ہوگئی کہ ایسا مرتد اگر صحیح طرح توبہ نہ کرے تو اس کی سزا ہر حال میں قتل ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۵۔ یہ بات بھی خوب ثابت ہوگئی کہ ایسا بدگو مرتد اگر اپنی بدگوئی اور اپنے کفر سے صحیح توبہ کر لے تب بھی اکثر علماء، فقہاء اور محدثین کے نزدیک اس کا اسلام تو قبول ہو جائے گا مگر بدگوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگانے کی وجہ سے اس کی سزائے قتل ہرگز معاف نہ ہوگی۔ اسلام لانے کے باوجود بطور حد کے قتل کیا جائے گا (جیسا کہ عام انسانوں کو لگائی جانے والی تہمت پر حدِ قذف کہ وہ بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتی۔) احناف کے اکثر جلیل القدر علماء کا یہی مذہب ہے۔

۶۔ البتہ بعض علماء کے نزدیک اگر وہ صحیح طور پر توبہ کر لے (جس طرح توبہ کرنی چاہیئے) تو اسلام قبول کرنے کے علاوہ اس کی سزائے قتل معاف ہو سکتی ہے۔

اس مسئلہ میں ایک شافعی اور ایک حنفی عالم کی عبارتیں پیش ہیں۔ تطویل کے پیشِ نظر ترجمہ نہیں کیا گیا:۔

من قال بسقوط وجوب قتل السابّ إذا تاب

۱ قال القاضی ابو یحیی زکریا الانصاری الشافعی وهو تلمیذ ابن حجر وابن الهمام واستاذ الشعرانی فی فتاواه -

سئل عن سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تاب هل الفتوی علی قتله حدًّا کما صرح به صاحب الشفا ونقلاً عن اصحاب الشافعی أو علی خلافه فأجاب أن الفتوی علی عدم قتله کما جزم به الأصحاب فی سبّ غیر قذف ورجحه الغزالی ونقله ابن المقری عن تصحیحه فی سبّ هو قذف لان الاسلام یجبّ ما قبله ۔ ونقل قتله عن اصحاب الشافعی وهم بل هم متفقون علی عدم قتله فی الشق الاول وجمهورهم مرجحون له فی الثانی -

(فتاوی شیخ الاسلام الانصاری)

۲ وتکلم ابن عابدین فی حاشیته علی الدر وقال فی آخر کلامه : وقد استوفیت الکلام علی ذلك فی کتاب سمیته تنبیه الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام علیه الصلوۃ والسلام -

(شامی ص ۲۳۲ ج ۴)

وفی رسائل ابن عابدین فی الرسالة المذکورة :-

ثم اعلم ان الذی تحرر لنا من مسئلة الساب ان للحنفیة فیها ثلاثة اقوال -

القول الاول انه تقبل توبته ویندری عنه القتل بها

و أنه يستتاب كما هو رواية الوليد عن مالك و هو المنقول عن أبي حنيفة و اصحابه كما صرح بذلك علماء المذاهب الثلاثه كالقاضي عياض في الشفا و ذكر أن الإمام الطبري نقله عنه ايضاً وكذا صرح به شيخ الإسلام ابن تيميه و كذا شيخ الإسلام التقي السبكي وهو الموافق لما صرح به الحنفيه كالإمام أبي يوسف في كتابه الخراج من أنه ان لم يتب قتل حيث علق قتله على عدم التوبة فدل على أنه لا يقتل بعدها و لما صرح به في النتف ونقلوه في عدة كتب عن شرح الطحاوي من انه مرتد وحكمه حكم المرتد ويفعل به ما يفعل بالمرتد ولما صرح به في الحاوي من انه ليس له توبة سوى تجديد الإسلام و هو الموافق أيضا لإطلاق عبارات المتون كافة و هي الموضوعة لنقل المذاهب و هذا بإطلاقه شامل لما قبل الرفع الى الحاكم و لما بعده -

والقول الثاني ماذكره في البزازية اخذا من الشفاء والصارم المسلول من أنه لا تقبل توبته مطلقا لا قبل الرفع ولا بعده وهو مذهب المالكية والحنابلة وتبعه على ذلك العلامة خسرو في الدرر والمحقق ابن الهمام في فتح القدير، وابن نجيم في البحر والأشباه والتمرتاشي في التنوير والمنح والشيخ خير الدين في فتاواه وغيرهم -

والقول الثالث ما ذكره المحقق ابو السعود آفندی العمادی من التفصيل وهو أنه تقبل توبته قبل رفعه الى الحاكم لا بعده وتبعه عليه الشيخ علاء الدين فی الدر المختار وجعله محل القولين الاولين وقد علمت أنه لا يمكن التوفيق به للمباينة الكلية بين القولين وإن القول الثانی أنكره كثير من الحنفية وقالوا إن صاحب البزازية تابع فيه مذهب الغير وكذا أنكره أهل عصر صاحب البحر وعلمت أيضا أن الذی عليه كلام المحقق أبی السعود آخرا وهو أن مذهبنا قبول التوبة وعدم القتل ولو بعد رفعه الى الحاكم وهذا هو القول الاول بعينه ففيه رد على صاحب البزازية ومن تبعه وإنما جعلناه قولا ثالثا بناء على ما افاده اول كلامه تنزلا وارخاء للعنان -

فيا اخی هذه الاقوال الثلاثة بين يديك قد أوضحته لك وعرضتها عليك فاختر منها لنفسك ما ينجيك عند حلول رمسك وأنصف من نفسك حتى تميز غثها من سمينها والذی يغلب علی فی هذا الموضع الخطر والامر العسر واختاره[له] لخاصته نفسی وأرتضيه ولا الزم احدا أن يقلد فی فيه على حب ما ظهر لفكری الفاتر ونظری القاصر هو العمل بما ثبت نقله عن أبی حنيفة وأصحابه لامور الخ (رسائل ابن عابدين ص۳۲۳)

[له] وبمثله صرح ابن عابدين فی شرح عقود رسم المفتی ص٤٤ (بمشورة من الشيخ المفتی محمد رفيع العثمانی دام ظلهم) ١٣ محمود -

توبہ کا طریقہ

تمام تحقیقات آپ سب کے سامنے رکھ دی ہیں۔ مزم بھی مجرم بھی اُمت کے بہت سے عمائدین کے نزدیک تو ان آیات و احادیث کی وجہ سے توبہ بھی معتبر نہیں سوائے اپنے وجود سے دُنیا کو پاک کر دینے کے کوئی علاج نہیں ہے لیکن بعض حضرات نے توبہ کی اجازت دی ہے مگر یہ یاد رہے کہ ہر مجرم کی توبہ اسی کے درجہ کی ہوتی ہے اگر آج کے سب مسلمان بھی ان پر رحم کے لئے تیار ہوں اور وہ بھی دل سے احساس کر چکے ہوں تو رحم کے لئے تیار ہو جانے کی کم از کم علماء کے قول پر کچھ گنجائش ہے کہ جرم کے موافق توبہ کی ہو جس کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔ چونکہ یہاں مجرم بہت سے ہیں اس لئے ان کی توبہ اس مرتبہ کی ہو گی۔

۱۔ آیات، احادیث، اجماع اور قیاس سب سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے فوراً اسلام کی تجدید کرنی لازم ہے۔ مزید آوردہ علماء و عوام کے مجمع میں باقاعدہ اسلام کی تجدید کرنی ہو گی اور اس کا اسی قدر اعلان جس قدر ان حرکتوں کا اعلان ہوا ضروری ہو گا۔ ایسا نہ ہو اس سے پہلے موت آجائے اور ہمیشہ کو جہنم میں رہنا ہو۔

۲۔ ان سب باتوں پر اسلام ختم ہونے سے نکاح بھی ختم ہو گیا۔ اب فوراً اسلام لاتے ہی نکاح کی بھی تجدید کرائیں اور اس کا اعلان اسی اعلان کی طرح ہو۔

۳۔ توبہ نام ہے تین باتوں کا: (۱) گذشتہ پر انتہائی شرمندگی ہو۔ (۲) اس وقت انتہائی عاجزی اور گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ سے

معافی مانگی جائے ۔ (iii) آئندہ کے لئے ان سب باتوں کے نہ کرنے
کا پختہ عہد کیا جائے۔
بلکہ ان کی تلافی کے لیے ان سب کے محاسن بزرگی اعلیٰ مرتبوں کو اسی
عام ترین اعلان سے تقریر و تحریر سے ظاہر کرتے رہا کریں اور گذشتہ کی
غلطیاں طشت از بام کریں تو توبہ کی تکمیل ہو جائے ۔
۷ امر اول کے لئے یعنی گذشتہ پر شرمندگی کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے
ہر ہر بات کا بے دلیل، بے مشاہدہ، بے ثبوت، جھوٹ، بہتان ہونا اور
بہکانے والوں کی حرکت کا انکشاف اسی زور شور سے انہی تمام اخبارات میں
آنا ضروری ہے جن میں یہ سب باتیں آج تک طبع ہوتی رہیں ۔
۸ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود رہے گی، پڑھی جاتی رہے گی اس کا
رہنا، پڑھا جانا، ان پر شرمندگی، اُن کا بیہودہ، غلط، جھوٹ ہونا ختم نہ ہوگا۔
جس طرح ہو سکے اُس کے ہر ہر نسخہ کو علی الاعلان ہر جگہ جلوایا کریں اور مصنف
یہ اعلان کرے کہ سب اس کو جلا دیں ورنہ کم از کم اس سے میرے نام کے ورق
کو جلا دیں۔ عام اعلان سب اخباروں کو دیا جائے۔ اس طرح توبہ کا پہلا جز
مکمل ہوگا۔ پھر دوسرا تیسرا جز اور ان کا اعلان دنیا بھر میں ہو۔
۹ فوراً ان تمام باتوں کا بے ثبوت، بے اصل، جھوٹ، کافرانہ ایجادات قرار دینے
کے مضامین کی اس قدر بھرمار ہو جس قدر ان باتوں کی ہو چکی ہے ۔
یہ توبہ ہو جائے تو رشیدی صاحب ہمارے جگری بھائی بن جائیں گے کہ حضورؐ نے
فرمایا ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ "گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا
ہے جیسا اُس کا کوئی گناہ نہیں" پس توبہ خالص و مکمل ہو تو ان بعض علماء کے نزدیک
پاک ہو سکتے ہیں (جن کی عبارات آخر میں ہم نے درج کی ہیں۔)

ضمیمہ ۲

قائد ایران کے مثالی اقدامات

سات نکات

علامہ خمینی نے عظیم الشان اقدامات کر کے ساری دُنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ اس سے زیادہ دُنیا بھر میں کوئی اور ترمیم نہیں ہو سکتا۔

۱۔ ایسے مجرم کو قتل کرنے والے کے لئے وہ عظیم انعامات مقرر کئے کہ آج تک پُوری دُنیا میں کسی نے اتنے انعامات مقرر نہیں کئے ہوں گے۔ اگر اس کا قاتل ایران کا باشندہ ہو تو پچاس لاکھ ڈالر (۵۰۰۰۰۰۰) اور اگر دوسرے ملک کا باشندہ ہو تو دس لاکھ حکومت ایران پیش کرے گی۔

علامہ خمینی کا انعام ساری دُنیا کے انعامات سے بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی اندرونی حقیقت اور بھی بہت بڑی شان کا انعام بنتا ہے کہ خمینی صاحب تقریباً ساری زندگی ایسے مذہب سے وابستہ رہے ہیں جو ایسی گالیوں کو بہترین ذخیرہ قرار دیتے ہیں تو جو شخص زندگی بھر ان گالیوں سے مانوس رہا آج اس سے بھی جو گالیاں برداشت نہ ہو سکیں اور اس قدر غیظ و غضب ان کو بدکردار پر آیا کہ دُنیا بھر میں سب سے زیادہ انعام کی پیش کش پر مجبور ہو گئے تو اس سے اندازہ لگایا جائے کہ غیر مانوس لوگوں کو ان گالیوں سے جو دین نہیں، شرافت نہیں، انسانیت کی رمق تک سے خالی ہونے کی دلیل ہیں کس قدر ان کو غیظ و غضب ہوا ہو گا اور ان کی غیرت ایمانی و غیرت شرافت و انسانیت کے اضطراب کا کیا عالم ہو سکتا ہے؟

۲۔ خمینی صاحب نے تمام دُنیا کی حکومتوں کو چیلنج دے دیا ہے کہ اگر ان میں

انسانیت کا ذرا سا بھی کوئی حصہ باقی ہے تو اپنی پوری طاقت و قوت کا مظاہرہ کریں ورنہ اپنے آپ کو انسانیت کے طبقہ سے الگ قرار دیں۔

۳۔ حکومت ایران نے اقوام متحدہ کو جھنجھوڑ ڈالا ہے کہ کیا اقوام متحدہ دنیا کے سب سے بڑے مجرم کو یوں آزاد چھوڑنے سے اقوام متحدہ رہ سکتی ہے؟ کیا یہ دعویٰ بلا دلیل قابلِ تسلیم ہو سکتا ہے۔ آخر اقوام متحدہ کی غیرت و حمیت کی کوئی رمق باقی ہے یا بالکل خول خول رہ گئی ہے۔

۴۔ علامہ خمینی نے اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنے مذہب کو یہ درسِ عظیم دیا ہے کہ وہ آنکھوں سے پٹی ہٹائیں اور ایسی غلیظ گندی انسانیت سوز، غیرت و حمیت، شرافت و دیانت کا جنازہ نکالنے والی باتوں سے سخت احتراز کریں ورنہ سوچ لیں کہ اُن کے قاتل بھی اسی قدر انعامات کے حق دار ہوں گے۔ ممکن ہے قضاء قدرت انتقام لے لے۔ وقت ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے زندگی ہی میں ہر فرد اس سے بچ جائے۔ گذشتہ سے توبہ آئندہ عہد پختہ کر لیں۔

۵۔ قیامت تک کے لئے ساری دنیا کو بتا دیا ہے کہ ایسا مجرم کوئی بھی ہو کہیں کا باشندہ بھی ہو وہ قتل کا اور اس کا قاتل ایسے انعام کا مستحق ہے اس سے اس کے جرم کا اندازہ کر لیں۔

۶۔ تمام حکومتوں اور قیامت تک آنے والی حکومتوں کو دکھلا دیا ہے کہ یہ مجرم انسانیت کا بدترین مجرم ہے، ہر حکومت اس سے متعلق اس کا قانون بنا کر اپنی انسانیت کا ثبوت دے کہ ایسے مجرم اللہ تعالیٰ کی زمین کو اپنے وجود سے ناپاک نہ کر سکیں۔ اگر حکومتیں ایسا قانون نہ بنائیں گی تو وہ ایسے مجرموں کی صف میں کھڑی ہونے کے قابل ہوں گی واہ واہ سے

چہ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

۷۔ جو حکومت رواداری برتے گی وہ بھی خود اس جرم کی مجرم قرار پائے گی خود سزا کی مستحق ہو گی ۔

ضمیمہ نمبر ۲

اسرائیل کا دُنیا بھر کو الٹی میٹم

سات نکات

اسرائیل نام کی حکومت نے اس کو پناہ دے کر انتہائی شرمناک خطرناک انسانیت کے مخالف کام کیا ہے ۔

نمبر ۱ اسرائیل نے حمایت کر کے علی الاعلان اعتراف کر لیا ہے کہ اس کے اندر اسی کا ہاتھ ہے، نام صرف سلمان رشدی کا ہے اس کو تو صرف بیوقوف بنایا گیا ہے۔ اندر سے سارا کام اسرائیل کا ہے ۔

نمبر ۲ اسرائیل نے ساری دُنیا کی حکومتوں کو الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اس گندے غیر انسانی جرائم کے حامی ہیں کے دُنیا بھر میں محافظ ہم ہیں۔ جس کا جی چاہے ہم سے مقابلہ کر لے۔ ہم اس کے برابر حامی ہی رہیں گے۔ خصوصاً دُنیا بھر کے اربوں مسلمانوں اور اُن کی حکومتوں کو اور ہر انسانیت رکھنے والی حکومت کو جنگ کا الٹی میٹم ہے کہ کوئی ہے جو اس کو لے سکے ۔

نمبر ۳ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ مجرم کی حمایت مجرم کی پرورش بلکہ اور حوصلہ دینے کے برابر ہے۔ یہ بات خود آپ سے ساری دُنیا میں بدنام

کرنے کے لئے کافی ہے۔

۴ کیا پوری حکومت میں کوئی انسان انسانیت سوز فحش گالیوں سے بیقرار ہونے والا نہیں ہے سب خلاف انسانیت مزاج کے مالک ہیں۔

۵ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ دنیا کے معزز ترین بزرگوں کی تذلیل سے عرش تک لرز اٹھتا ہے اور پھر تمام مجرموں اور اُن کے حمائتیوں پر انتقام قدرت نازل ہو سکتا ہے۔

۶ کیا اسرائیل نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی غیرت، حیا، شرم، حمایت حق کا ولولہ نہیں رہا ہے کہ اُس نے علی الاعلان الٹی میٹم دے دیا ہے۔

۷ کیا اسرائیل نے اسی سے اس کی تائید نہیں کر دی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب یہودیوں سے اسلام کی روز روز کی فتوحات برداشت نہ ہو سکیں تو اپنی عورتوں کو منافق بنا کر مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے نکاح میں داخل کیا اور یہ پھوٹ ڈالنے کا کام کیا کہ جانشین داماد تھا، سب غاصب ظالم ڈاکو ہیں اور اسی سے ایک فرقہ جنم لے گیا جس کا ڈیڑھ ہزار سال تک کوئی اور حملہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تو یہ حملہ بھی اسی طرح کا ہے، یہ بھی صدیوں تک برابر کام کر سکتا ہے۔ اس سے اس حربہ کی حمایت بھی ثابت ہو گئی۔

اسرائیل یاد رکھے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ دجال کے ساتھ سارے یہودیوں کا قلع قمع ہو گا۔ کوئی نام کا یہودی بھی نہ رہ سکے گا۔ دُنیا و آخرت دونوں جہان کی تباہی ان کے لئے آ رہی ہے۔ اچھا ہو کہ وہ ہوش سنبھال لیں۔

۞

استفتاء کے نمبروار جوابات

۱۔ یہ شخص مرتد ہے جیسا کہ آیات و احادیث اور اجماع و قیاس وغیرہ سے ثابت ہو چکا ہے اور جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے وہ حضورؐ کے زمانے تک منافق اور بعد میں زندیق کہلاتا ہے (دیکھیں آیت ۲۲ اجماع کی بحث اور حوالہ ۹) اس لئے یہ شخص مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

۲۔ تمام آیات، احادیث، اجماع، قیاس، عقل اور فقہاء و علماء کی عبارات سب سے ثابت ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالٰے کی زمین کو پاک کرنا ضروری ہے۔

۳۔ جس کو قدرت ہو، جب قدرت ہو وہ سزا نافذ کرے۔ یہ ہر مسلم حکومت کا فرض ہے یا کوئی غازی علم دین پیدا ہو جائے۔

۴۔ جس کو قدرت ہو فوراً سزا نافذ کرے، قدرت نہ ہو تو قدرت حاصل کرے۔ جیسا کہ احادیث پاک کے حصہ میں گزر چکا ہے کہ بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو سزا دی گئی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (دیکھیں نابینا کی باندی کا واقعہ کعب بن الاشرف، ابن خطل وغیرہ کا واقعہ)۔

۵۔ رشدی نے جو معافی مانگی وہ دھوکہ ہے، جیسا کہ اسی عنوان سے لکھا جا چکا ہے اور توبہ کا صحیح طریقہ بھی گزر چکا ہے جس کی صرف بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

۶۔ پبلشرز اور ملوث اداروں کے ساتھ قطع تعلق اگر قتل سزا کے ہو بعض نے قتل

مسلمان بائیکاٹ کر دیں تو ضروری ہے اور قلبی محبت ہر کافر سے حرام ہے اور جو چیز قلبی تعلق کا قریبی ذریعہ ہوگی وہ بھی حرام اور جو بعید ذریعہ ہوگی وہ مکروہ ہے۔

۴ کفر کی حمایت اور اس کو سراہنا خود کفر ہے۔ ہر مسلمان کے ذمّہ ہے کہ جتنی قوت و طاقت ہو ان حرکتوں کو، ان حرکت والوں کو، ان کے اسباب و ذرائع کو ملیامیٹ کر دیں۔ اور جس کو اس کی قدرت نہ ہو اس کو زبان سے اس کی خرابی اور برائی کا بیان کرنا واجب ہے اور جس کو زبان سے کہنے میں جان مال کا خطرہ ہو اس کو دل میں بُرا جاننا واجب ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں یہی تفصیل آئی ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد محمود اشرف عفی عنہ املاءً من الشیخ
الفقیہ المفتی جمیل احمد التھانوی مد اللہ ظلہ العالی
۱۵ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ